اسوۃ سید الکونین فی ترک رفع الیدین

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی! السلام علیکم، جناب کی تحریر سے آپ کے مندرجہ ذیل دعاوی سامنے آئے۔

۱۔ آنحضرت ﷺ اپنی پوری زندگی تک رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے رہے۔ (ص ۱،۲)

۲۔ اس سلسلہ میں چار سو احادیث موجود ہیں (ص ۱۲) ان میں عشرہ مبشرہ کی احادیث بھی ہیں۔

۳۔ یہ رفع یدین سنت ہے۔ اس کا ترک فساد ہے اس لیے رفع یدین کی سنت کو زندہ کرنا ان فاسد نمازوں کے مقابلہ میں سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (ص ۱۳)

۴۔ رفع یدین کرنے کی حدیثیں صحیح ہیں اور رفع یدین نہ کرنے کی حدیثیں ضعیف ہیں۔

مکرمی!

(۱) اب آپ کا فرض تھا کہ ان چار سو احادیث میں سے صرف ایک حدیث صحیح صریح سالم عن الاضطراب والمعارضہ پیش فرما دیتے جس میں صراحتاً اس رفع یدین کا سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ہونا مذکور ہوتا اور اس رفع یدین کے تارک کی نماز کا فاسد ہونا مذکور ہوتا۔ لیکن آپ اس میں سو فیصد ناکام اور نامراد رہے ہیں اس لیے سو شہید کے مرتبہ کا خواب غلط نکلا۔

(۲) آپ ان چار سو احادیث میں سے ایک بھی صحیح صریح سالم عن الاضطراب والمعارضہ حدیث پیش نہیں کر سکے جس میں ان مواقع پر رفع یدین کرنا ساری عمر ثابت ہو۔

(۳) مکرمی ذرا ان چار سو صحابہ کے اسمائے گرامی ہی تحریر فرما دیتے اور حدیث کی جن کتابوں میں ان کی احادیث ہیں ان کی نشان دہی فرما دیں، بڑی نوازش ہوگی۔

(۴) مکرمی جب آپ ایک حدیث سے بھی اس رفع یدین کا سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ہونے کا حکم نہیں دکھا سکتے تو آپ کو جان لینا چاہئے کہ جو لوگ قرآن و حدیث کا

نام لے لے کر اس کو سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ کہتے ہیں وہ قرآن و حدیث پر جھوٹ بولتے ہیں۔

(۵) ہم یہ کہتے ہیں کہ اس رفع یدین کا کوئی حکم صراحتاً نہ کتاب اللہ شریف میں مذکور ہے اور نہ ہی حدیث صحیح میں، بس بموجب حدیث معاذؓ ہم نے مجتہد کی طرف رجوع کیا تو مجتہد اعظم امام ابوحنیفہؒ نے بتادیا کہ یہ رفع یدین نہ سنت مؤکدہ ہے نہ سنت غیر مؤکدہ ہے۔

(۶) پھر آپ کا فرض تھا کہ سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی جامع مانع تعریف قرآن حدیث سے نقل کرتے، غیر معصوم امتیوں کی اصولِ فقہ سے سرقہ نہ ہو لیکن آپ یہ تعریف نہیں لکھ سکے۔

(۷) آپ نے جو یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ رفع یدین کرنے کی احادیث صحیح ہیں اور نہ کرنے کی ضعیف، کیا یہ دعویٰ کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے یا امتیوں کے اقوال پر مدار ہے؟ ظاہر ہے کہ اس دعویٰ پر آپ کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکتے، غیر معصوم بلکہ جانبدار امتیوں کی باتیں ہیں جن کو تسلیم کرنا آپ کے مذہب میں شرک ہے۔

(۸) جب یہاں امتیوں سے ہی فیصلہ لینا ہے تو ہم نے خیر القرون کے مجتہد کی طرف رجوع کیا اور ایسے امور میں جو صراحتاً کتاب وسنت میں نہ ہوں، مجتہد کی طرف رجوع کرنا حدیث معاذؓ سے ثابت ہے اور جناب نے خیر القرون کے بعد کے مقلدین شوافع کی طرف رجوع کیا، جن کی طرف رجوع کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

(۹) حکیم صاحب، آپ کا فرض ہے کہ حدیث صحیح اور حدیث ضعیف کی تعریف قرآن و حدیث سے لکھیں۔ غیر معصوم امتیوں کی اصول فقہ سے سرقہ نہ فرمائیں، پھر ان تعریفوں پر ان احادیث کی پرکھ ہو جائے گی۔

(۱۰) ہماری پیش کردہ حدیث ابن مسعودؓ پر جو کچھ آپ نے لکھا، وہ بے دلیل لکھا ہے، جب آپ صحیح اور ضعیف حدیث کی تعریف لکھیں گے تو انشاء اللہ بات واضح ہو جائے گی۔

(۱۱) ہاں عاصم بن کلیب راوی کو ضعیف کہا ہے مگر اس کا ضعف اسماء الرجال کی کتابوں سے ثابت نہیں کیا۔ ہاں ذرا یہ بھی فرمایئے آپ نے ص ۱۱ پر حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث رفع یدین کے سلسلہ میں پیش فرمائی ہے اس کی سند جزء بخاری، ابوداؤد میں دیکھیں۔ یہی عاصم بن کلیب ہے اور ص ۱۲ پر جزء بخاری سے جو نقل کیا ہے کہ ایک صحابی بھی ایسا نہ تھا جو رفع یدین نہ کرتا ہو، اس مفروضے کی بنیاد جس سند پر رکھی گئی ہے اس میں بھی عاصم بن کلیب موجود ہے۔ آپ کی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث جو ابن خزیمہ کے حوالہ سے پیش کی جاتی ہے، اس سند کا مدار بھی عاصم بن کلیب پر ہے۔ ذرا انصاف کو آواز دو کہ وہ کہاں ہے؟

(۱۲) آپ نے ہماری پیش کردہ روایت حدیث براء بن عازبؓ پر جو بحث کی ہے، اس کا جواب تو آپ جب حدیث صحیح اور ضعیف کی تعریف لکھیں گے، پھر واضح ہو گا لیکن اس وقت آپ نے اس کے راوی یزید بن ابی زیاد کو موردالزام ٹھہرایا ہے مگر آپ نے خود ص ۱۰ پر رفع یدین کی احادیث بیان کرتے ہوئے حضرت براء کی جو حدیث پیش کی ہے اس کی سند میں بھی تو یہی راوی ہے، وہاں یہ کیسے حجت بن گیا، کیا انصاف اسی کا نام ہے؟

(۱۳) آپ نے ص ۱۰ پر جو حدیث براءؓ نقل فرمائی ہے وہ نصف نقل فرمائی ہے اور لا تقربوا الصلوۃ پر عمل فرمایا ہے۔ اب اس روایت کو مکمل باسند تحریر فرمائیں اور اس کی سند کے راوی ابراہیم بن بشار اور یزید بن ابی زیاد کا مکمل ترجمہ پوری دیانت داری سے اسماء الرجال کی کتابوں سے نقل فرمائیں۔

(۱۴) جناب نے بار بار یہ لکھا ہے کہ ماضی استمراری دوام کے لیے آتی ہے مگر اس پر کوئی دلیل نہیں دی۔

(۱) مشکوۃ شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ وضو کے بعد اپنی کسی بیوی کا بوسہ لیتے کان یقبل بعض ازواجه کیا یہ آنحضرت ﷺ کا دائمی عمل تھا۔ اور وضو کے بعد بیوی کا بوسہ لینا وضو کی سنتوں میں شامل ہے اور اس بوسہ لینے والے کو سو

شہیدوں کا ثواب بھی ملے گا اور بغیر بوسہ لیے وضو فاسد بھی ہو جائے گا؟

(ب) اسی طرح بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے مباشرت فرماتے، کان یباشر ایک روایت میں ہے کان ینام و ھو جنب بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کی بیوی حالت حیض میں ہوتی، آپ ان کی گود میں سر مبارک رکھ کر تلاوت فرماتے، یہاں ہر جگہ ماضی استمراری ہے تو کیا روزہ میں مباشرت، حالت جنابت میں سونا، حالت حیض میں بیوی کی گود میں سر رکھ کر تلاوت کرنا، آپ کے دائمی افعال تھے اور یہ تینوں کام روزہ، جنابت اور حیض کی سنتوں میں شامل ہیں اور ان افعال پر سو شہیدوں کا ثواب بھی ملے گا؟ ذرا اس ماضی استمراری کی بحث نووی شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ پر پڑھ لیں۔

اب ہم آپ کی چار سو حدیثوں میں سے صرف عشرہ مبشرہ والی دس احادیث کو دیکھتے ہیں:

حضرت ابو بکر صدیقؓ

آپ کا فرض تھا کہ اس حدیث کو مکمل سند کے ساتھ نقل کر کے اس کو صحیح ثابت کرتے، مگر آپ ایسا کیوں کرتے؟

(۱) اس کی سند کا پہلا راوی وہی ہے جس کو تذکرۃ الحفاظ میں رافضی خبیث لکھا ہے

(ب) دوسرے راوی الصفار کا سماع آپ اس کے استاد السلمی سے ثابت نہ کر سکتے تھے اگر ہمت ہے تو کر کے دکھاؤ۔

(ج) پھر یہ سلمی خود متکلم فیہ راوی ہے۔

(د) یہ سلمی صاحب جن کی وفات ۲۸۰ھ میں ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ابو النعمان محمد بن الفضل بصری کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے رفع یدین رکوع والی کی، میں نے اس سے پوچھا "ماھذا؟" یہ کیا ہے؟ یعنی سلمی جو بغداد کے رہنے والے ہیں، انہوں نے اپنی زندگی میں نہ بغداد میں نہ مکہ میں نہ مدینہ میں کبھی کسی کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا تھا، اپنی زندگی میں بصرہ میں صرف ایک شخص کو رفع یدین کرتے

دیکھا اور اس کی ساری نماز میں یہ رکوع والی رفع یدین ہی نئی چیز نظر آئی اس لیے اس نے حیران ہو کر پوچھا یہ کیا ہے؟ یہ صاحب جس نے رفع یدین کی تھی اس کے بارے میں ابن حبان (جن کا قول آپ نے بھی نقل کیا ہے) کہتے ہیں "کہ اس کا حافظہ اتنا کمزور ہو چکا تھا کہ وہ جو حدیث بیان کرتا اسے یہ بھی پتہ نہ چلتا کہ وہ کیا بیان کر رہا ہے" (تہذیب التہذیب ص ۴۰۴ ج ۹) الغرض اس تیسری صدی کے شروع میں ساری دنیا میں یہی ایک آدمی رفع یدین کرنے والا تھا، جس کا دماغ چل گیا تھا۔

(ہ) اب اس چلے ہوئے دماغ والے آدمی نے جو سند بنا کر سنائی وہ بھی سنیے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن زید کے پیچھے نماز پڑھی، اس نے رکوع والی رفع یدین کی، تو میں نے بھی اس سے پوچھا کہ تو نے یہ کیا کیا؟ گویا اسے بھی ساری زندگی میں ایک ہی آدمی رفع یدین کرنے والا ملا۔ حماد بن زید کا وصال ۱۷۹ھ میں بصرہ میں ہوا۔ گویا دوسری صدی کے نصف آخر میں ساری دنیا میں صرف بصرہ میں ایک آدمی رفع یدین کرنے والا تھا۔

(و) حماد بن زید کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایوب سختیانی (وفات ۱۳۱ھ) کو رکوع والی رفع یدین کرتے دیکھا اور میں نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ دوسری صدی کے نصف اول میں ساری دنیا میں صرف بصرہ میں ہی ایک شخص رفع یدین کرنے والا تھا۔

(ز) وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء کے پیچھے نماز پڑھی ،انہوں نے رکوع والی رفع یدین کی اور میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس سے پتہ چلا کہ دوسری صدی کے ربع اول میں صرف ایک حضرت عطاء نے رفع یدین کی۔

(ح) وہ کہتے ہیں میں نے ابن زبیرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ گویا پہلی صدی کے نصف آخر میں صرف ابن زبیر نے رفع یدین کی، اسی لیے ان سے پوچھا گیا یہ کیا ہے۔

(ط) ابوداؤد میں میمون مکی نے بھی یہی بیان کیا ہے کہ میں نے صرف ابن زبیر کو

رفع یدین کرتے دیکھا اور کسی کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔

(ی) آپ نے ص ۱۱ پر حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن عباس کا عنوان دے کر یہ روایت نقل کی ہے، اس میں میمون مکی کا مندرجہ بالا بیان تھا جو آپ نے نقل نہیں کیا جو آپ کی خیانت اور بددیانتی کی بدترین مثال ہے۔

(ک) ابن زبیر کہتے ہیں، میرے سامنے ایک دفعہ حضرت صدیقؓ نے نماز میں رکوع والی رفع یدین کی، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ یہ جملہ بتا رہا ہے کہ حضرت صدیقؓ نے ایسی نماز پڑھی کہ اور کوئی صحابی ایسی نماز نہ پڑھتے تھے اسی لیے تو پوچھنے کی ضرورت پڑی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے رفع یدین کی۔ آپ نے ساری روایت میں سے صرف یہ آخری جملہ لکھا اور اس میں تمام عمر اور ہمیشہ رفع یدین کرنے کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھا لیے اور حضرت صدیق اکبرؓ پر بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آئے۔

(ل) اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے تو یہ ثابت ہوگا کہ خیر القرون میں پوری تین صدیوں میں صرف چار پانچ آدمی رکوع کی رفع یدین کرنے والے تھے اور تین صدیوں تک یہ رفع یدین ایک ایسی منکر بات تھی کہ جب کوئی کر بیٹھتا، فوراً لوگ پکڑ کر پوچھتے کہ یہ کیا ہے؟

اصل بات

محمد بن فضل کا چونکہ حافظہ درست نہیں رہا تھا، اس نے بصرہ سے رفع یدین کا رخ مکہ کی طرف موڑا اور حضرت عطاء، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ کی سند سے رفع یدین بیان کر دی۔ اصل بات یہ ہے کہ محدث عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ اہل مکہ میں رفع یدین ابن جریج سے شروع ہوئی۔ ابن جریج پرلے درجہ کے مدلس تھے۔ وہ نماز کی سند حضرت عطاء، حضرت زبیر، حضرت صدیق اکبر کے واسطہ سے حضور تک پہنچاتے، اس میں صراحتاً رفع یدین کا ذکر نہ کرتے لیکن سننے والے سمجھتے کہ یہ چونکہ خود رفع یدین کرتے ہیں اس لیے یہ رفع یدین کی سند ہے۔ محمد بن فضل عارم

نے اپنے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے ابن جریج والی روایت کو رفع یدین کا ذکر ملا کر بیان کر دیا۔ یہ صرف حافظہ کی خرابی کا کرشمہ ہے اور کچھ بھی نہیں۔

(ن) یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا (تذکرۃ الحافظ) یہ ہی مکہ میں رفع یدین کے بانی ہیں اور انہوں نے حضرت عطاء سے صرف رکوع کی ہی نہیں بلکہ سجدہ کے بعد کی رفع یدین کی بھی روایت کی ہے (مصنف عبدالرزاق ص ۷۰ ج ۲) شیعوں نے ابن جریج کے دونوں مسئلوں کو قبول کر لیا، وہ متعہ کے بھی قائل ہیں اور رکوع سجود کی رفع یدین کے بھی۔ غیر مقلدین نے اس کے فتویٰ متعہ کو بھی قبول کر لیا (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۲ ج ۱، نزل الابرار ص ۳ ج ۲) اور رکوع کی رفع یدین کو قبول کر لیا مگر سجدہ کی رفع یدین کو قبول نہ کیا:

در کفر ہم ثابت نہ ء زنار را رسوا مکن

(س) پھر اس حدیث میں نہ سنت کا لفظ نہ ساری عمر کا تو آپ کو اس سے کیا فائدہ ہوا؟

(ع) پھر اسی دار قطنی اور بیہقی میں اس روایت کے بعد والے باب میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت موجود ہے کہ میں نے نبی اقدس ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، یہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اب دونوں روایتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ (اگر بالفرض پہلی حدیث صحیح ہو) آنحضرت ﷺ نے رفع یدین کی۔ باقی رہی نہ رہی، اس سے وہ حدیث خاموش ہے۔ ہاں قیاس یہ کہتا ہے کہ کی تو کرتے رہے ہوں گے مگر اس دوسری حدیث نے اس قیاس کو رد کر دیا کہ آنحضرت ﷺ نے بھی چھوڑ دی تھی، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی چھوڑ دی تھی۔ الحمدللہ احناف نے بھی چھوڑ دی، یہ تو آپ کے پہلے استدلال کا حال ہے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت

حضرت عمرؓ کی شہادت کے عنوان سے ص ۴ پر جو حدیث آپ نے نقل کی ہے، اس پر آپ نے تین کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔

(ا) جزء بخاری، جزء بخاری میں نہ یہ متن ہے نہ ہی اس کی کوئی سند۔

(ب) جزء سبکی اس میں بھی نہ اس کی کوئی سند ہے اور نہ متن۔

(ج) دار قطنی کی سنن میں بھی یہ حدیث نہیں۔ ہاں غرائب مالک میں امام دار قطنیؒ نے یہ بتایا ہے کہ یہ روایت ابن عمر کی ہے، عمرؓ کی نہیں، آپ نے غرائب کی یہ عبارت نقل نہیں کی جو بہت بڑی بد دیانتی ہے کیونکہ ابن شہاب سے اس کو الزبیدی، معمر، الاوزاعی، محمد بن اسحاق، سفیان بن حسین، عقیل بن خالد، شعیب بن ابی حمزہ، سفیان بن عیینہ، یونس بن یزید، یحییٰ بن سعید الانصاری، مالک نے عن سالم عن ابن عمر روایت کیا ہے کسی نے حضرت عمر کا نام نہیں لیا (کتاب التمہید ص ۶۱ ج ۵، التقصی ص ۱۴۰، الاستذکار ص ۴۰۸ ج ۱) اور امام مالک نے اس کو ابن وہب، ابن القاسم، یحییٰ بن سعید، ابن ابی اویس، عبدالرحمٰن بن مہدی، جویریہ بن اسماء، ابراہیم بن طہمان، عبداللہ بن المبارک، بشر بن عمر، عثمان بن عمر، عبداللہ بن یوسف التنیسی، خالد بن مخلد، مکی بن ابراہیم، محمد بن الحسن، خارجہ بن مصعب، عبداللہ، قتیبہ بن سعید، سب نے عن زید عن سالم عن ابن عمر روایت کیا ہے کسی نے حضرت عمرؓ کا نام نہیں لیا۔ (کتاب التمہید ص ۶۱ ج ۵، التقصی ص ۱۴۰، الاستذکار ص ۴۰۹ ج ۱) ان بیس محدثین کے خلاف صرف خلف بن ایوب نے **عن مالک عن الزہری عن سالم عن ابن عمر عن عمر** کہا ہے۔ امام دار قطنی فرماتے ہیں **لم یتابع خلف علی زیادۃ عمر** اب یہ خلف راوی کون ہے، علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ ابن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی حدیثوں سے بچنا چاہئے، یہ اہل سنت سے تعصب اور بغض رکھتا تھا۔ (میزان الاعتدال ص ۶۵۹ ج ۱) جس کی سند کا یہ حال ہو اسے کسی طرح بھی صحیح حدیث ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

پھر آپ نے جو لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا، میں نے حضورؐ کو ہمیشہ یہ رفع یدین کرتے دیکھا، یہ ہمیشہ کا لفظ حدیث میں ہرگز نہیں، آپ نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ پر یہ بہتان باندھا ہے۔ پھر آپ نے یہ بھی نہیں بتایا کہ حضرت عمرؓ یہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ (طحاوی ص ۱۶۴، ج ۱، ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۶۸) ایک ایک

استدلال میں جھوٹ، خیانت اور فریب کا ریکارڈ جو جناب نے قائم فرمایا ہے، اس پر تو مرزا قادیانی بھی مات کھا گیا ہے۔

حضرت عثمان کی شہادت

حضرت عثمان کی شہادت کی سرخی آپ نے ص ۴ پر جمائی ہے اور چار کتابوں کا حوالہ دیا ہے، بیہقی، حاکم، تعلیق المغنی، سبکی۔ ان چاروں کتابوں میں کسی ایک کتاب میں بھی نہ اس کی کوئی سند موجود ہے اور نہ ہی یہ متن موجود ہے، جس میں حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہو کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو رکوع کے وقت ساری عمر ہمیشہ رفع یدین کرتے دیکھا، اگر آپ میں حیا اور صداقت کا ایک ذرہ بھی ہے تو حضرت عثمانؓ سے مرفوعاً یہ متن مکمل سند اور توثیق کے ساتھ لکھ کر بھیجیں۔ آہ بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔ اذافاتک الحیاء فاصنع ماشئت (الحدیث)

حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت

آپ نے ص ۴ و ۵ پر حضرت علیؓ کی شہادت کا عنوان دیا ہے، مگر جو حدیث نقل کی ہے اس کا مدار عبدالرحمٰن بن ابی الزناد پر ہے۔ یہ راوی ثقہ تھا، لیکن جب بغداد آیا تو اس کا حافظہ صحیح نہیں رہا تھا۔ (تقریب التہذیب ص ۲۰۱) ترمذیؒ نے باب المسح علی الخفین میں امام مالکؒ اور امام بخاریؒ سے اس کی تضعیف کا اشارہ نقل فرمایا ہے۔ امام احمد، ابو حاتم اور ابن مہدی نے اس کی روایت ترک کر دی تھی، اور عجب بات یہ ہے کہ اس سے رفع یدین کی روایت کرنے والا راوی، سلیمان بن داؤد بھی بغدادی ہے۔ (تقریب التہذیب ص ۱۳۳) تو یہ حدیث زمانہ اختلاط کی ہے اور کوئی راوی ابن ابی الزناد کا متابع نہیں، پس اصول حدیث کے لحاظ سے یہ حدیث صحیح نہیں۔

(ب) پھر اس حدیث میں نہ سنت مؤکدہ کا لفظ ہے نہ سنت غیر مؤکدہ کا نہ ہمیشہ کا لفظ، جناب نے ترجمہ میں جو ہمیشہ کا لفظ لکھا ہے، یہ حضرت علیؓ پر بہتان ہے اور اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ کا مصداق ہے۔

(ج) پھر اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو اس سے ایک آدھ بار آنحضرت ﷺ کا رفع یدین کرنا ثابت ہوتا۔ ساری عمر کرتے رہے یا چھوڑ دی، اس سے یہ حدیث ساکت ہے، ہاں قیاس یہ کہتا ہے کہ کی تو کرتے رہے ہوں گے، اسی قیاس پر آپ کا مذہب قائم ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ آپ کا یہ قیاس حدیث کے خلاف ہے، چنانچہ دار قطنی نے کتاب العلل میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ بے شک آنحضرتؐ نماز شروع کرتے وقت پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر ساری نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے حضرت علیؓ نے رفع یدین کرنے کی حدیث بھی روایت کی، اور چھوڑنے کی بھی اور خود اپنا عمل ہمیشہ ترک رفع یدین پر رکھا۔ چنانچہ ''موطا امام محمدؒ ص ۹۰ و ۹۱'' پر دو سندوں سے حدیث موجود ہے کہ حضرت علیؓ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور امام طحاویؒ نے ''شرح معانی الآثار ص ۱۳۲ ج ۱'' پر یہ روایت نقل کر کے فرمایا ہے کہ حضرت علیؓ کا رفع یدین کی حدیث کو روایت کرنا، پھر خود رفع یدین کو چھوڑ دینا واضح دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک رفع یدین منسوخ ہو چکی تھی۔ محدث ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی حضرت علیؓ سے ترک رفع یدین روایت کی ہے۔ (ص ۲۳۶ ج ۱) اور پھر یہ بھی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے اصحاب پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۶۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب اہل کوفہ کی تعداد پچاس ہزار سے زائد تھی اور حضرت علیؓ کے اصحاب کی تعداد بھی کئی ہزار تھی۔

عشرہ مبشرہ

پھر جناب نے حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سعید بن زیدؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ان چھ مقدس ہستیوں پر بھی یہ بہتان باندھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں، ہم نے آنحضرت ﷺ کو ہمیشہ رکوع والی رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔ اس پر آپ نے تنویر، تعلیق المغنی، تلخیص الحبیر،

سفر السعادت، تحفتہ الاحوذی اور جزء بکی چھ کتابوں کے حوالے دے کر، چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کی مثال کو پورا کیا ہے۔ کیا آپ ان کتابوں یا دنیا بھر میں حدیث کی کسی کتاب سے ان روایتوں کی مکمل سند مع توثیق روایت پیش کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ﴿وَلَوْ كَانَ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ آپ کا مذہب بھی کیسا یتیم ہے جس کا سہارا کوئی ضعیف روایت بھی نہیں بنتی، اس کے ترجمہ میں بھی جھوٹ ملانا پڑتا ہے۔ کتنی بڑی بڑی مقدس ہستیوں پر بہتان باندھنا پڑتا ہے۔ کتنی صحیح روایتوں کو چھپانا پڑتا ہے اب جرأت کر وان دس حدیثوں کو سنداً صحیح ثابت کر دو۔ ان کے متن میں سنت مؤکدہ اور تمام عمر رفع یدین کرنے کے الفاظ دکھا دو۔ ورنہ جھوٹ، فریب اور کتمان حق سے توبہ کر کے مسلک اہل سنت والجماعت کو قبول کر لو۔

بحث حدیث عبداللہ بن عمر بن خطابؓ

۱۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں، ربیع (بصری) لیث (کوفی) طاؤس (یمنی) سالم (مدنی) ابو زبیر (مکی) اور محارب بن دثار (کوفی) (اور نافع مدنی) نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا۔ (جزاء بخاری ص ۱۷۹)

جواب ا۔ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ حج کے موقع کا ہو سکتا ہے، جہاں مکی، مدنی، کوفی، یمنی، بصری سب اکٹھے ہوتے ہیں۔

۲۔ بہر حال حج کے موقع پر ان سات شخصوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو ان میں سے حضرت سالم مدنی اور حضرت محارب بن دثار قاضی کوفہ نے سوال کر دیا۔ ماھذا؟ (مسند احمد ص ۴۵ ج ۲ ص ۱۴۵ ج ۲) ظاہر ہے کہ ساری نماز میں رفع یدین بوقت رکوع اور بوقت قیام رکعت سوم ہی انوکھی بات دیکھی اسی لیے اس کا سوال کیا، اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس وقت رفع یدین کا بالکل رواج نہ تھا اور اس کی پوزیشن ایسی ہی تھی جیسے کوئی متواتر قرأت کی تلاوت کرتا تو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا اور اگر متواتر قرأت کے خلاف کوئی شاذ قرأت پڑھتا تو فوراً سننے والا

پوچھتا، ماھذا یہ کیا ہے؟ الغرض ترک رفع تعاملاً متواتر تھی اور رفع یدین عملاً شاذ۔

۳۔ حضرت قاضی محارب بن دثار کوفی تھے، انہوں نے کبھی کسی کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا تھا، مگر حضرت سالمؒ تو مدنی تھے اور خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے فرزند تھے اُن کا سوال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مدینہ میں بھی کوئی رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ بلکہ خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی بھی یہ عادت نہ تھی۔ ورنہ بیٹا تو اعتراض نہ کرتا، کبھی ایک مرتبہ کی ہوگی اور ان سب نے دیکھ لیا، ورنہ عادت نہ تھی۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ رفع یدین کی، جب اعتراض ہوا تو حدیث سنادی۔ اصول محدثین پر تو یہ حدیث موقوف ہے کیونکہ اس کو مرفوع کرنے میں سالم منفرد ہے اور باقی چھ موقوفاً ہی روایت کرتے ہیں۔ جماعت کے خلاف سالم کا تفرد قابل حجت کیسے ہوسکتا ہے، اسی لیے امام ابوداؤدؒ نے فرمایا ہے کہ لیس بمر فوع۔ کہ یہ مرفوع نہیں۔

۵۔ حضرت سالم بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ورنہ ''ماھذا'' کیوں فرماتے؟ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حدیث سنائی تو ایک آدھ بار انہوں نے بھی کی تو جابر نے سوال کیا، فرماتے ہیں فسالت عن ذالک (طحاوی ص ۱۵۳ ج ۱) اس سے معلوم ہوا کہ عہد تابعین میں رفع یدین کی پوزیشن یہی تھی، جو متواتر قرأت کے خلاف کسی شاذ قرأت کی ہوتی ہے۔ ساری نماز میں اگر کوئی قابل اعتراض بات تھی تو یہی رفع یدین تھی۔

۶۔ جس طرح ابن عمرؓ سے اس کے مرفوع کرنے میں سالم منفرد ہیں اور اس حدیث کے سرے سے مرفوع و موقوف ہونے میں اختلاف ہے چہ جائیکہ اس کو متواتر کہا جائے، اسی طرح سالم سے اس کو صحیح سند سے صرف زہری روایت کرتے ہیں اس لیے اس کو متواتر کہنا کسی طرح صحیح نہیں۔ جو لوگ عوام میں یہ غلط فہمی پھیلاتے ہیں کہ حدیث رفع یدین متواتر ہے اور متواتر کا تارک کافر ہوتا ہے، انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وضو میں آنحضرت ﷺ کا مسواک فرمانا محدثین کے نزدیک متواتر ہے مگر پھر بھی

اس کا تارک نہ کافر ہے اور نہ بے وضو۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ دوہری اقامت حضرت بلالؓ سے متواتر ہے (طحاوی ص ۹۴ ج ۱) مگر لامذہب غیر مقلدین کا مذہب اس کے خلاف ہے۔ اسی طرح نمازوں میں امام کا جہری فاتحہ سے بسم اللہ شریف کا آہستہ پڑھنا آنحضرت ﷺ سے متواتر ہے (طحاوی ص ۱۳۹ ج ۱) مگر غیر مقلدوں کا عمل اس کے خلاف ہے۔ اسی طرح جوتے پہن کر نماز پڑھنا متواتر ثابت ہے (طحاوی ص ۳۴۳ ج ۱) مگر غیر مقلدین نہ اس کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور نہ مستحب اور اس رفع یدین کا حال تواتر کا نہیں بلکہ عملاً شذوذ کا سا حال ہے۔

۷۔ امام زہریؒ عظیم محدث ہیں مگر غیر مقلدین کی تحقیق میں وہ شیعہ تھے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے مایہ ناز محقق حکیم فیض عالم صدیقی خطیب جامع مسجد اہل حدیث محلہ مستریاں جہلم امام زہری کے بارے میں لکھتے ہیں ''ابن شہاب (زہری) منافقین و کذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی صحیح، مستقل ایجنٹ تھے، اکثر گمراہ کن، خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہیں کی طرف منسوب ہیں...... ابن شہاب کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے بھی بلاواسطہ روایت کرتا تھا جو اس کی ولادت سے پہلے مرچکے تھے۔ مشہور شیعہ مؤلف شیخ عباس قمی کہتا ہے کہ ابن شہاب پہلے سنی تھے پھر شیعہ ہوگیا (تتمہ المنتہی ص ۱۲۸) عین الغزال فی اسماء الرجال میں بھی ابن شہاب کو شیعہ ہی کہا گیا ہے'' (صدیقہ کائنات ص ۱۰۷ و ۱۰۸) یہی غیر مقلد محقق اپنی دوسری کتاب میں لکھتا ہے، علم حدیث کی خدمت میں زہری کا مقام بہت بلند ہے مگر اکثر اس کی روایات گمراہ کن ہیں اور پھر اسے شیعہ لکھا ہے (اختلاف امت کا المیہ ص ۱۲۷)

۸۔ امام زہریؒ سے اس حدیث کو گیارہ شاگردوں نے روایت کیا (۱) امام مالک (۲) الزبیدی (۳) معمر (۴) اوزاعی (۵) محمد بن اسحاق (۶) سفیان بن حسین (۷) عقیل بن خالد (۸) شعیب بن ابی حمزہ (۹) سفیان بن عیینہ (۱۰) یونس بن یزید (۱۱) یحییٰ بن سعید رحمہم اللہ۔

(التمہید لابن عبدالبر ص ۶۱ ج ۵، التقصی ص ۱۴۰، الاستذکار ص ۱۲۲ ج ۲)

امام مالکؒ سے تقریباً ۲۶ راویوں نے اس کو روایت کیا: (۱) یحیٰ بن یحیٰ (۲) یحیٰ بن بکیر (۳) القعنبی (۴) ابو مصعب سعید بن ابی مریم (۵) سعید بن عفیر (۶) امام شافعی (۷) ابن وھب (۸) ابو القاسم (۹) یحیٰ بن سعید (۱۰) ابن ادیس (۱۱) عبدالرحمٰن بن مہدی (۱۲) جویریہ بن اسماء (۱۳) ابراہیم بن طہمان (۱۴) ابن المبارک (۱۵) بشر بن عمر (۱۶) عثمان بن عمر (۱۷) عبداللہ بن یوسف (۱۸) خالد بن مخلد (۱۹) مکی بن ابراہیم (۲۰) محمد بن الحسن (۲۱) خارجہ بن مصعب (۲۲) عبدالملک بن زیاد (۲۳) النصیبی عبداللہ بن نافع الصائغ (۲۴) ابو قرہ موسیٰ بن طارق (۲۵) مطرف بن عبداللہ (۲۶) قتیبہ بن سعید رحمہم اللہ (ایضاً)

الغرض اس دور میں یہ حدیث شہرت کو پہنچی۔ ۱۰ راوی امام مالک کے ہم استاد تھے اور ۱۶ ان کے شاگرد، اس لیے امام مالک کی رائے ہی پیش کی جاتی ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ نماز کی پہلی تکبیر کے بعد پوری نماز میں کسی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے کو میں بالکل نہیں پہچانتا۔ امام ابن القاسم تلمیذ خاص امام مالکؒ فرماتے ہیں، امام مالکؒ کے نزدیک نماز کی پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ رفع یدین کرنا بالکل ضعیف تھا (المدونۃ الکبریٰ ۷۱ ج ۱) امام مالکؒ کے نہ پہچاننے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس حدیث کو نہ جانتے تھے کیونکہ اس حدیث کو انہوں نے اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ اپنے استاد سے سنا اور خود ۱۶ شاگردوں کو یہ حدیث سنائی۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ کسی ایسے آدمی کو میں نہیں پہچانتا جو اس پر عمل کرتا ہو۔ امام مالکؒ مدینہ منورہ کے امام ہیں۔ حج کے لیے مکہ مکرمہ میں بھی تشریف لے گئے اور یہ دونوں وہ مقدس شہر ہیں جہاں دنیائے اسلام سے ہر مذہب و مسلک کے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ امام مالکؒ کی یہ شہادت نہایت وقیع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں رفع یدین بعد تکبیر تحریمہ بالکل متروک تھی۔ امام مالکؒ کی اس شہادت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے یہ ۲۶ راوی بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے، کیونکہ امام مالکؒ ان سب کو

جانتے تھے، اگر ان میں سے کوئی رفع یدین کرتا ہوتا تو امام مالکؒ کبھی یہ نہ فرماتے کہ میں اس رفع یدین کو پہچانتا تک نہیں۔

۹۔ امام مالکؒ نے جو اس کو ضعیف فرمایا اس کے تین مطلب ہو سکتے ہیں۔

(۱) اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے جو موجب ضعف ہے

(ب) اس کے متن میں اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہوتا ہے۔

(ج) یہ خیر القرون کے متواتر تعامل کے خلاف عملاً شاذ ہے اور شذوذ موجب ضعف ہے۔

اس حدیث کے متن میں بھی اضطراب ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں آنحضرت ﷺ کا سجدوں کے وقت رفع یدین کرنا بھی صحیح سند اور ماضی استمراری کے ساتھ ثابت ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۱۰۲ ج ۲ بحوالہ طبرانی، فتح الباری ص ۱۸۵ ج ۲، معارف السنن ص ۴۷۴ ج ۲ بحوالہ مشکل الآثار طحاوی) اور بخاری ج ۱، ص ۱۰۲، مسلم ج ۱ ص ۱۶۸، وغیرہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ جب دونوں سندیں صحیح ہیں تو اب دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو دونوں میں تعارض مان کر دونوں کو ساقط مانا جائے پھر بھی اصل تو عدم رفع ہی ہے، اس لیے سجدوں کے وقت رفع یدین کا نہ کرنا ہی معمول بہا رہا۔

اسی طرح اس حدیث میں رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا بھی ثابت ہے اور پہلی تکبیر کے بعد ہر جگہ رفع یدین کا ترک بھی ثابت ہے۔ (مسند حمیدی ص ۲۷۷ ج ۲، ابو عوانہ ص ۹۰ ج ۲، المدونۃ الکبریٰ ص ۶۸ ج ۱، الخلافیات بیہقی) یہاں بھی تطبیق کی یہی صورت ہے کہ رفع یدین کی اور پھر چھوڑ دی اس لیے ہم نے بھی چھوڑ دی۔ اور اگر بالفرض کوئی تعارض ہی مانے تو بھی اصل عدم رفع ہی ہوگی۔

ہاں تکبیر تحریمہ کی رفع یدین تمام احادیث میں ہے اور اس کے چھوڑنے کی ایک بھی حدیث نہیں۔ اس لیے اس کو کسی نے نہیں چھوڑا۔ خلاصہ تمام متون کا یہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ نے سجدوں کے ساتھ بھی رفع یدین کی، پھر چھوڑ دی، سب نے چھوڑ

دی۔ اسی طرح رکوع کی رفع یدین کی، پھر چھوڑ دی، ہم نے بھی چھوڑ دی۔ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کی اور چھوڑی نہیں، ہم نے بھی نہیں چھوڑی۔

۱۱۔ امام اعظمؒ ابوحنیفہ کا جب امام اوزاعیؒ کے ساتھ رفع یدین پر مناظرہ ہوا تو امام اوزاعیؒ نے یہی حدیث پیش کی ''امام سفیان بن عیینہ محدث الحرم المکی فرماتے ہیں، امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ مکہ کی غلہ منڈی میں ملے، امام اوزاعیؒ نے امام اعظم سے کہا کیا وجہ ہے کہ تم رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے؟ امام اعظمؒ نے فرمایا اس لیے کہ آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کوئی صحیح حدیث (بغیر معارض کے) نہیں ملی۔ امام اوزاعیؒ نے کہا صحیح حدیث کیوں نہیں، مجھے زہری نے اس نے سالم سے، اس نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ جب نماز شروع کرتے تو پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے، امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا روایت بیان کی مجھ سے حماد نے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ واسود سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ رسول اقدس ﷺ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے مگر شروع نماز میں، پھر پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اما اوزاعیؒ نے کہا میں زہری، سالم اور ابن عمر کی سند پیش کرتا ہوں اور آپ حماد، ابراہیم کی سند بیان کرتے ہیں، امام صاحبؒ نے فرمایا کہ امام حماد زہری سے بڑے فقیہ تھے اور ابراہیم سالم سے بڑے فقیہ تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اگرچہ علقمہ سے شرف صحبت میں بڑھے ہوئے ہیں مگر علقمہ **تفقہ فی الدین** میں حضرت ابن عمرؓ سے کم نہیں، ہاں ابن عمرؓ شرف صحابیت میں ممتاز ہیں اور اسود کو بہت فضیلت حاصل ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ تو عبداللہ ہیں ہی۔ تو امام اوزاعیؒ خاموش ہو گئے۔ (مسند امام اعظم ص ۱۲۱)

امام صاحبؒ نے امام اوزاعیؒ کی توجہ اس نکتہ کی طرف مرکوز کرائی کہ محدث اور فقیہ کے فرق کو ملحوظ رکھو۔ محدث ہر قسم کی احادیث کو جمع کرتا ہے، صحیح ہوں یا ضعیف، ناسخ ہوں یا منسوخ۔ اس کے برعکس فقیہ صرف ان احادیث کو لیتا ہے جس پر عمل جاری

ہو، امام اوزاعیؒ اس سے قبل تو رفع یدین کے حامی تھے۔ (الاستذکار ص ۱۲۶ ج ۲) مگر پھر اس کو منسوخ سمجھنے لگے، چنانچہ ابن سلیمان نے جب امام اوزاعیؒ سے پوچھا کہ نماز کی ہر اس تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا جو قیام میں ہو، اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا، یہ پہلے دور کی بات ہے (جزء رفع یدین بخاری ص ۱۸۳) امام مالکؒ نے تحریمہ کے بعد کی رفع یدین کو ضعیف فرمایا امام صاحبؒ نے لایصح۔ بات دونوں کی ایک ہے مگر غیر مقلدین امام مالکؒ کو تو معاف کر دیتے ہیں لیکن امام صاحبؒ پر خوب جرح کرتے ہیں کہ کتنی حدیثیں صحیح ہیں، امام صاحبؒ نے کیوں فرمایا، کوئی حدیث صحیح نہیں۔ دراصل وہ ابن صلاح دورانی شوافع کی بنائی ہوئی صحیح حدیث کی تعریف کو لیتے ہیں اور خیر القرون میں جو صحیح کی تعریف تھی اس کو جانتے نہیں۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ روایات کا سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے، ان میں ایسی روایات بھی ہیں جو غیر معروف ہیں جن کو نہ فقہاء جانتے ہیں، نہ کتاب وسنت کے موافق ہیں۔ پس تم ان شاذ حدیثوں سے بچو اور ان حدیثوں پر عمل کرو جن پر جماعت کا عمل ہے جن کو فقہاء پہچانتے ہیں اور جو کتاب وسنت کے موافق ہوں (الرد علیٰ سیر الاوزاعی ص ۳۱) اس سے معلوم ہوا کہ جس حدیث پر عمل جاری نہ رہا ہو اور فقہاء اس کو نہ جانتے ہوں، وہ شاذ ہے اور شاذ حدیث صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہوتی ہے۔ سابقہ بحث سے یہ تو معلوم ہوا کہ خیر القرون کا متواتر تعامل اس حدیث کے خلاف عدم رفع پر تھا۔

امام ابو بکر بن عیاش جن کی پیدائش ۱۰۰ھ اور وصال ۱۹۳ھ ہے، آپ نے کئی تعلیمی سفر بھی کیے، کئی حج بھی کیے، کوفہ، بصرہ مکہ، مدینہ کے متعدد اسفار کیے، فرماتے ہیں مارایت فقیها بفعله یرفع یدیه فی غیر تکبیرة الاولی (طحاوی ص ۱۵۶ ج ۱) یعنی میں نے کسی ایک فقیہ کو بھی نہیں دیکھا جو پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین کرتا ہو۔ تو یہ لوگ امام صاحب کی حدیث صحیح کی تعریف نہیں جانتے۔

الغرض حدیث ابن عمرؓ میں رفع یدین کرنے کا بھی ذکر ہے اور ترک کا بھی ذکر ہے۔ اس اختلاف کا حل غیر مقلدین کے اصول پر تو یہ ہے کہ وہ کسی صحیح صریح

حدیث میں رفع یدین کے لیے سنت مؤکدہ کا لفظ دکھا دیں یا کسی صحیح صریح حدیث سے دکھا دیں کہ رفع یدین کرنے کی حدیث صحیح ہے اور نہ کرنے کی ضعیف ہے کیونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ خدا، رسول کے سوا کسی غیر معصوم امتی کا قول حجت نہیں اور یہ دونوں باتیں قیامت تک غیر مقلدین حدیث میں نہیں دکھا سکتے۔ ہمارے مسلک میں کتاب وسنت میں مسئلہ نہ ملے تو اجماع اور اجتہاد کی طرف رجوع ہوتا ہے، ہم نے جب ان کی طرف رجوع کیا تو اس حدیث کے مرکزی راوی حضرت امام مالکؒ نے بتایا کہ میں کسی رفع یدین کرنے والے کو نہیں پہچانتا، جس سے معلوم ہوا کہ عمل ترک رفع یدین پر جاری رہا، نہ کہ رفع یدین پر اور خیر القرون کے مجتہد حضرت امام اعظمؒ نے بھی ترک رفع یدین کو ہی اختیار فرمایا، اور مجتہد کے مقابلہ میں مابعد خیر القرون کے کسی غیر مجتہد کا قول شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نماز کی صرف پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے اور کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ (طحاوی ص ۱۵۵ ج ۱) محدث اعظم امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو رفع یدین کے راوی ہیں، ان کا خود رفع یدین چھوڑ دینا واضح دلیل ہے کہ ان کے نزدیک رفع یدین کا منسوخ ہونا ثابت ہو چکا تھا۔ (طحاوی ص ۱۵۵ ج ۱) رہا ان کا رفع یدین کرنا تو یہ ایک آدھ دفعہ کا فعل تھا جب تک ان کے نزدیک اس کا منسوخ ہونا محقق نہ ہوا تھا، کیونکہ اگر رفع یدین کرنا آپ کی عادت ہوتی تو آپ کے فرزند ارجمند حضرت سالمؒ جو رات دن آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے، وہ اس رفع یدین کے بارے میں ماھذا؟ کہہ کر تعجب کا اظہار نہ فرماتے۔

قول سے فیصلہ

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیثوں میں بھی

تعارض ہے اور آپ کے عمل میں بھی، اور تعارض کے وقت دونوں قسم کی روایات ساقط ہو جائیں گی تو ہم کہتے ہیں کہ پھر بھی عدم رفع یدین ہی رہے گا تاہم ایسی حالت میں مزید اطمینان کے لیے دیکھا جائے گا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اس بارے میں کوئی قولی حدیث بھی ہے یا نہیں۔

حضرت ابن عمرؓ کی قولی احادیث

(۱) عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال ترفع الایدی فی سبعة مواطن فی افتتاح الصلوة و عند البیت وعلی الصفا والمروة وبعرفات و بالمزدلفة وعند الجمرتین.

یعنی آنحضرت ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے جب رفع یدین کا ذکر فرمایا تو نماز میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر فرمایا اور چھ مقامات حج کا ذکر فرمایا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور ہتھیلیوں کو قبلہ رخ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ اس کے سامنے ہوتی ہے۔

(کنز العمال ص ۳۰۶ ج ۷)

(۳) عن ابن عمر قال رایتکم ورفع ایدیکم فی الصلوة واللہ انها لبدعة مارایت رسول اللہ ﷺ فعل هذا قط

(رواه ابن عدی فی الکامل ج ۲، ص ۹ میزان الاعتدال ص ۳۱۵ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ بے شک تمہارا نماز کے اندر رفع یدین کرنا خدا کی قسم، یہ بدعت ہے، میں نے آنحضرت ﷺ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔

نوٹ: یہ بدعت فرمانا ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کا بسم اللہ بالجہر کو

بدعت فرمانا، یا صحابہ کا قنوت فجر کو بدعت فرمانا، یا حضرت ام المومنین عائشہؓ کا نماز ضحیٰ کو بدعت فرمانا۔ یعنی ان افعال پر مواظبت آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں اس لیے مواظبت بدعت ہے۔

اگر غیر مقلدین میں دم خم ہے تو وہ حضرت ابن عمرؓ سے رکوع کی رفع یدین کی کوئی قولی حدیث پیش کریں۔ بہر حال احادیث قولیہ تعارض سے پاک ہیں، پس معلوم ہوا کہ صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین ہی باقی رہی ہے۔ حکیم صاحب نے حدیث ابن عمرؓ کا ترجمہ کرتے وقت ہمیشہ کا لفظ اپنی طرف سے زیادہ کیا ہے۔ کان کی مفصل بحث جو لف ہذا ہے، اس کے موافق ترجمہ یہ کرنا چاہئے تھا کہ ایک دفعہ رفع یدین کی۔

دوسرا فریب یہ کیا کہ یہ حدیث رفع یدین کے بقاو نسخ سے ساکت تھی۔ جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے، ان میں سے اکثر کتابوں میں ترک رفع یدین کی احادیث ہیں جو احتمال نسخ کو راجح قرار دیتی ہیں۔ ان کی طرف اشارہ تک نہ کیا بلکہ ان احادیث کے خلاف اپنے قیاس محض سے ''ہمیشہ'' کا لفظ ترجمہ میں زیادہ کر دیا۔

تیسرا فریب یہ کیا کہ اُن ہی کتابوں سے ترک رفع یدین کی صحیح اور حسن احادیث کو تو چھوڑا مگر ایک موضوع اور بناوٹی حدیث حتی لقی اللہ سے اپنے غلط ترجمہ ''ہمیشہ'' کو ثابت کرنا چاہا۔ اور دل میں ذرا بھی خدا کا خوف نہ کیا کہ آنحضرت ﷺ نے جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا ہے۔

چوتھا فریب حضرت علی بن المدینی کا قول جو حتی لقی اللہ کے متعلق نہیں تھا، اسے حتی لقی اللہ کے بعد نقل کر کے عوام کو فریب دیا کہ امام علی ابن المدینی کا یہ قول اس موضوع اور بناوٹی حدیث پر عمل کرنے کو لازم قرار دیتا ہے۔

پانچواں فریب جب غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ خدا، رسول کے سوا کسی غیرِ معصوم امتی کا قول حجت نہیں تو اگر یہ قول اپنی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے، تو آپ کے مذہب میں شرک تقلیدی ہے اور اگر ہمارے سامنے بطور الزام پیش کیا ہے، تو ہم خود قول ابن عمر، فعل ابن عمر، اجماع اہل مدینہ بر ترک رفع یدین اور خیر القرون کے مجتہد

امام اعظمؒ کی ترجیحات کے مقابلہ میں ایسے اقوال کو حجت نہیں مانتے۔

نوٹ: نہایت افسوس کی بات ہے کہ حکیم صاحب نے یہ سب کچھ مستری نور حسین گرجاکھی کی اندھی تقلید میں کیا۔ افسوس ہے کہ مجتہد خیر القرون جو عارف بصیر ہے، اس کی تقلید کو تو حکیم صاحب شرک کہیں اور چودھویں صدی کے مستری کی تقلید کو ایمان مانیں۔ ﴿اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ ھُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ﴾ کیا تم لیتے ہو گھٹیا کو بڑھیا کے بدلے؟

بحث حدیث حضرت مالک بن الحویرثؓ

۱۔ حکیم صاحب نے حضرت ابو قلابہ کی شہادت کے تحت آٹھ کتابوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے، حالانکہ ان آٹھ کتابوں میں سے کسی ایک کتاب میں بھی ہمیشہ کا لفظ نہیں ہے۔ نہ ہی اس حدیث میں سنت مؤکدہ یا مستحب کا لفظ موجود ہے۔ نہ ہی حضرت مالک بن الحویرثؓ ہمیشہ آنحضرت ﷺ کے پاس رہے، بلکہ (صحیح بخاری ص ۸۸ و ص ۹۵ ج ۱) پر صراحت ہے کہ وہ صرف بیس رات آنحضرت ﷺ کے پاس رہے۔ یہ حضرت نہ مہاجرین میں سے ہیں، نہ انصار میں سے، نہ اہل بدر و اُحد یا اہل بیعت رضوان والوں سے، ان حاضر باش صحابہ کے مقابلے میں غیر مقلدین ان بیس رات کے مسافر کو ترجیح دے رہے ہیں۔

۲۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ بعد میں بصرہ میں مقیم رہے۔ بصرہ میں ہزاروں اہل سنت والجماعت محدثین موجود تھے، مگر یہ رفع یدین والی حدیث آپ سے کسی ایک سنی نے بھی روایت نہیں کی اس کو روایت کرنے والے ایک تو ابو قلابہ ہیں جو ناصبیت کی طرف مائل ہیں۔ (تقریب ص ۱۷۴) دوسرے نصر بن عاصم ہیں جو خارجی ہیں (تہذیب) آخر اتنی بڑی سنت کو روایت کرنے کے لیے کوئی بھی اہل سنت بصرہ میں کیوں نہیں؟

۳۔ ابو قلابہ پرلے درجہ کے مدلس تھے، حافظ ذہبی لکھتے ہیں امام شهير من علماء التابعين ثقة فى نفسه الا انه يدلس عمن لحقهم وعمن لم يلحقهم وكان له صحف يحدث منها و يدلس. (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۲۶)

۴۔ ابو قلابہ کے دو شاگرد ہیں۔ ایک ایوب سختیانی ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں، ثقة ثبت حجة من كبار الفقهاء والعباد (تقریب ص ۴۱) ایوب کی روایت صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۳ پر ہے جس مین رفع یدین کا ذکر نہیں۔ دوسرا شاگرد خالد الحذاء ہے۔ ثقة يرسل وقداشار حمادبن زيدالى ان حفظه تغير لما قدم من الشام (تقریب ص ۹۰) اور اس نے یہ حدیث رفع یدین کی شام سے آنے کے بعد ہی روایت کی ہے، جب کہ اس کا حافظہ صحیح نہیں تھا اور ایوب جیسے حافظ کی مخالفت کر رہا ہے، ایسی روایت ہرگز حجت نہیں۔

۵۔ خالد الحذاء کے چار شاگرد ہیں۔

(۱) ہشیم بن بشیر ہیں جن کی روایت (صحیح بخاری ص ۱۱۳ ج ۱) پر ہے، اس میں سرے سے رفع یدین کا ذکر ہی نہیں۔

(۲) ابن علیہ ہیں وہ خالد سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ابو قلابہ نے رفع یدین کی۔ نہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے اور نہ آنحضرت ﷺ کے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۶۶ ج ۱)

(۳) تیسرے شاگرد صہیب ہیں، ان کی روایت میں ابو قلابہ کے رفع یدین کرنے کا بھی کوئی ذکر نہیں، بلکہ خالد کہتے ہیں، میں نے ابو قلابہ سے پوچھا ماهذا یعنی رفع اليدين فى الصلوة یعنی یہ نماز کے اندر رفع یدین کرنے کا کیا مسئلہ ہے تو انہوں نے کہا تعظیم (حلیۃ الاولیاء ص ۲۸۱ ج ۲ لابی نعیم) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت رفع یدین کرنے کا رواج نہیں تھا۔ اسی لیے یہ ماھذا کی تعبیر اختیار کی گئی۔

(۴) چوتھے شاگرد خالد بن عبداللہ الطحان ہیں، یہ حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ اور آنحضرت ﷺ کے رفع یدین کرنے کو ذکر کرتے ہیں۔ یہ اگرچہ ثقہ ہیں مگر تین ہم

استادوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دراصل ابو قلابہ کا فعل تھا۔ خالد الحذاء کے وہم کی وجہ سے اور ابو قلابہ کی تدلیس کی وجہ سے یہ مرفوع حدیث بن گئی۔ اگر احناف کی کسی دلیل میں اس قسم کے عیوب ہوتے تو غیر مقلدین آسمان سر پر اٹھا لیتے۔

۶۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ کی روایت دو باتوں میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کے خلاف ہے۔

(ا) حدیث عبداللہ بن عمرؓ میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور حدیث مالک بن الحویرث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔

(ب) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے اور حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (دیکھئے نسائی ص ۱۶۵ ج ۱، ص ۱۷۲ ج ۱، مسند احمد ص ۴۳۶ و ۴۳۷ ج ۳، صحیح ابو عوانہ ص ۹۵ ج ۲، فتح الباری ص ۱۷۷ ج ۲) لیکن حکیم صاحب نے حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث نقل کرتے وقت ان دونوں باتوں کو چھپایا ہے، یہ کتمان یا یہود کا طرز تھا یا شیعہ کی عادت یا پھر حکیم صاحب کی ہمت۔ حکیم صاحب! ہمیشہ رفع یدین کرنے کا لفظ حدیث میں نہیں تھا، آپ نے اپنی طرف سے اضافہ فرما لیا اور کانوں تک ہاتھ اٹھانا اور سجود کے وقت رفع یدین کرنا حدیث میں تھا، اس کو آپ نے چھپا لیا۔ کیونکہ اگر آپ مکمل بات لکھ دیتے تو آپ کو ص ۸ کی عبارت یوں لکھنی پڑتی "یہ صحابہ ۹ ھ میں مسلمان ہوئے ہیں، اس حدیث میں بھی سجدہ کی رفع یدین کے ساتھ کان یرفع یدیہ موجود ہے جو دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے، یعنی آپ نے کوئی نماز بھی ایسی نہ پڑھی جس میں سجدوں کے وقت رفع یدین نہ کیا ہو" پھر تو آپ کی جماعت آپ کا بائیکاٹ کرتی اور آپ کو کوئی امام باڑہ تلاش کرنا پڑتا، جہاں ہر نماز میں سجدوں کے وقت بھی رفع یدین ہوتی ہے۔

فتاویٰ علمائے حدیث

حکیم صاحب آپ کی جماعت کی طرف سے ایک مجموعہ فتاوی علمائے حدیث ۱۴ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے، جس کی تعریفوں کے پل باندھے جا رہے ہیں، اس میں حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث جس میں رفع یدین عند السجود کا ذکر ہے کے بارے میں لکھا ہے، ''حدیث ہذا صحیح ہے متروک العمل نہیں...... یہ رفع یدین منسوخ نہیں بلکہ یہ نبی ﷺ کا آخری عمر کا فعل ہے کیونکہ اس کا راوی مالک بن الحویرث مدینہ طیبہ میں حضور علیہ السلام کی آخری عمر میں داخل ہوا اور اس کے بعد کوئی ایسی حدیث صریح نہیں آئی جس سے نسخ ثابت ہو۔ احتمالات سے نسخ ثابت نہیں ہوتا، بلکہ ابن عمرؓ کا اس رفع یدین کو قبول کرنا، بعد روایت منع رفع یدین عند السجود اول دلیل ہے کہ رفع بعد منع وارد ہوا۔ اس رفع یدین کے عامل صحابہ کرام سے حضرت ابن عمرو، ابن عباس اور تابعین سے طاؤس اور نافع اور عطا مجھے معلوم ہیں...... بلاشبہ اس کا عامل محی السنة المیتة ہے اور مستحق اجر سو شہید کا ہے''

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۰۵ و ۳۰۶ ج ۴)

حکیم صاحب، ہمت کیجئے۔ تعجب ہے کہ یہ سو شہید کا ثواب شیعہ ہی لے جائیں اور آپ محروم ہی رہیں۔ حکیم صاحب دیکھا آپ کے فتاویٰ علمائے حدیث نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کو حدیث مالک بن الحویرثؓ سے منسوخ قرار دیا۔ آپ نے منسوخ کو پرزور طریقہ سے مکمل پیش کیا مگر ناسخ کو نامکمل پیش کیا۔

بحث حدیث حضرت انسؓ

حکیم صاحب نے ص ۸ پر حضرت انس بن مالکؓ کی شہادت لکھی ہے۔

۱۔ اولاً تو یہ حدیث موقوف ہے حضرت انسؓ کے تین شاگرد ہیں۔ عاصم بن الاحول (جزء بخاری ص ۶۲ و ص ۱۳۸) یحیٰ بن اسحاق (جزء بخاری ص ۱۸۰) حمید الطویل (جزء بخاری ص ۴۰، ابن ماجہ ص ۶۲، دار قطنی ص ۲۹۰ ج ۱) ان تینوں میں

سے پہلے دونوں ثقہ راوی اس حدیث کو موقوف روایت کرتے ہیں، صرف حمید الطّویل اس کو مرفوع کرتا ہے جو مدلس ہے اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ آپ کے مشہور غیر مقلد عالم مولوی عطاء اللہ حنیف فرماتے ہیں، یہ حدیث ہرگز دلیل بننے کے قابل نہیں، کیونکہ حمید الطّویل طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے جس کی حدیث سے دلیل لینا جائز نہیں۔ (التعلیقات السّلفیہ علی النسائی ص ۱۲۹ ج ۱) یہ بات حافظ ابن حجرؒ نے بھی فرمائی ہے۔ (طبقات المدلسین ص ۱۲) حکیم صاحب نے یہ حدیث دارقطنی کے حوالہ سے لکھی ہے مگر وہاں صاف لکھا ہے قال الدارقطنی لم یروہ عن حمید مرفوعا غیر عبدالوھاب والصواب من فعل انس (دارقطنی ص ۲۹۰ ج ۱) امام طحاویؒ فرماتے ہیں یہ حدیث ان (محدثین) کے نزدیک خطاء ہے کیونکہ عبدالوہاب کے علاوہ کسی نے اس کو مرفوع نہیں کیا اور حفاظ حدیث اس کو موقوف کرتے ہیں۔

(طحاوی شرح معانی الاثار ص ۱۵۶ ج ۱)

۲۔ پھر حمید الطّویل کے چھ شاگرد ہیں جو اس کو موقوف روایت کرتے ہیں (۱) عبدالاعلیٰ (جزء بخاری ص ۱۴۸) (۲) یحییٰ بن سعید (جزء بخاری ص ۱۷۷) (۳) معاذ بن معاذ (ابن ابی شیبہ ص ۲۳۳ ج ۱) (۴) خالد بن عبداللہ الوسطی (۵) عبداللہ بن معاذ (۶) یزید بن ہارون (تاریخ بغداد ص ۳۸۶ ج ۲) اور صرف عبدالوہاب ان چھ کے خلاف اس کو مرفوع کرتا ہے۔ اس کا حافظہ آخر عمر میں خراب ہو گیا تھا (تقریب التہذیب ص ۲۲۲) پس یہ حدیث ہرگز مرفوع نہیں (۳) اس حدیث میں سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کا بھی ذکر ہے (ابن ابی شیبہ ص ۲۳۵ ج ۱، دارقطنی ص ۲۹۰ ج ۱، مسند ابی یعلیٰ ص ۸۸ ج ۲، محلی ابن حزم ص ۲۹۶ ج ۲) چونکہ حدیث شریف کا یہ حصہ حکیم صاحب کے مذہب کے خلاف تھا اس لیے حکیم صاحب اس کو چھپا گئے، حکیم صاحب کے یہ کرتوت اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ اس قسم کے فریب کیے بغیر اپنا مسلک ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔

حکیم صاحب کا ایک اور فریب

حکیم صاحب لکھتے ہیں: حضرت انسؓ نے کان پر رفع فرمایا کہ واضح کر دیا کہ آنحضرت ﷺ نے دس سال میں ایسی کوئی نماز نہیں پڑھی جس میں رفع یدین نہ کیا ہو (تخریج زیلعی ص ۲۱۴ ج ا، مجمع الزوائد ص ۱۸۲، التعلیق المغنی ص ۱۱۰) حالانکہ یہ عبارت ان تینوں کتابوں میں کسی ایک میں بھی نہیں، یہ ایسا جھوٹ ہے جس کی مثال پادری فانڈر اور سوامی دیانند کی کتابوں میں بھی نہیں ملتی۔

ایک اور خیانت

اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو اس سے ایک آدھ بار رفع یدین رکوع وسجود کا ثابت ہوا، باقی رہی یا نہ رہی اس سے یہ حدیث خاموش ہے۔

عن انسؓ قال رأیت رسول اللہ ﷺ کبر حتیٰ حاذی بابہا میہ اذنیہ ثم رکع حتی استقر کل مفصل منہ فی موضعہ ثم رفع رأسہٗ حتیٰ استقر کل مفصلٍ منہ فی موضعہ ثم انحط بالتکبیر فسبقت رکبتاہ یدیہ

(الدارقطنی ص ۳۴۵ ج ا، بیہقی ص ۹۹ ج ۲)

یعنی جب رکوع میں جانے کی تکبیر کہتے تو آپ کی تکبیر ختم ہونے سے پہلے ہاتھ گھٹنوں پر پہنچ جاتے۔ ظاہر ہے کہ رفع یدین نہ کرتے تھے، تحریمہ کے سوا رفع یدین باقی نہ رہی۔

بحث حدیث عبداللہ بن عباسؓ

حکیم صاحب نے ص ۸ پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی سرخی دے کر یہ حدیث لکھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ (جن کو سینہ مبارک سے لگا کر حضور ﷺ نے دعا فرمائی) فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ ہی رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (جزء بخاری ص ۱۳، ابن ماجہ ص ۶۲)

سفید جھوٹ

حکیم صاحب ہم نے یہ محاورہ پڑھ رکھا تھا، چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ آپ نے اس کو پورا کر ہی دکھایا۔ شاباش ایں کار از تو آید و نامرادی چنیں کنند۔

جزء بخاری میں یہ حدیث ہرگز سند کے ساتھ موجود نہیں۔ حکیم صاحب آپ کا ضمیر کیوں مردہ ہو چکا ہے؟

فریب کی انتہاء

حکیم صاحب نے اس حدیث کا دوسرا حوالہ ابن ماجہ ص ۶۲ کا دیا ہے، وہاں بھی حدیث ان الفاظ میں نہیں ہے، وہاں یہ الفاظ ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ چونکہ حکیم صاحب ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں کرتے، نہ دوسری رکعت کے شروع میں نہ چوتھی رکعت کے شروع میں، نہ سجدوں میں جاتے ہوئے، نہ سجدوں سے اٹھتے ہوئے۔ اس حدیث کے موافق حکیم صاحب کو چار رکعت میں ۲۸ مرتبہ رفع یدین کرنی چاہیے، مگر آپ صرف دس مرتبہ کرتے ہیں۔ اس لیے آپ نے ترجمہ ایسا پر فریب کیا کہ چار رکعتوں میں صرف آٹھ دفع رفع یدین ہو، بیس دفعہ کی رفع یدین کو چھپا لیا گیا۔ حکیم صاحب اس پر آپ کو یہ نوٹ دینا چاہیے تھا کہ حضرت ابن عباسؓ نے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا (کان یرفع) سے فرمایا جو دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔ آپ کی جماعت آپ سے راضی رہتی یا ناراض ہو جاتی مگر شیعہ تو آپ کو اپنا مجتہد تسلیم کر لیتے۔

حکیم صاحب ہمارے نزدیک تو یہ حدیث صحیح ہی نہیں کیونکہ راوی عمر بن رباح نہایت درجہ کا ضعیف ہے اگر بالفرض صحیح بھی ہوتی تو ایک آدھ مرتبہ اس سے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ثبوت نکلتا۔ اس کے باقی رہنے کا اس میں کوئی ذکر نہیں، البتہ ابن عباسؓ کی صحیح حدیث دلیل ہے کہ یہ رفع یدین باقی نہیں رہی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا **لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن حین تفتتح الصلوۃ** (ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۲۲۸، طحاوی

ج ا، ص ۴۱۶، طبرانی ج ۱۱، ص ۳۸۵) نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں سند جید (نزل الابرار من اذکار سید الابرار ص ۴۴) نوٹ یہ کتاب علامہ وحید الزمان کی کتاب کے علاوہ ہے) علامہ عزیزی فرماتے ہیں، حدیث صحیح (شرح جامع الصغیر ص ۲۵۸ ج ۲) اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے نماز اور حج کی رفع یدین کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ نماز میں پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہ کی جائے اور حج میں ان مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کی جائے۔ حکیم صاحب آپ نے بالکل اسی طرح کا فریب کیا جس طرح روافض حضرت ابن عباسؓ سے جواز متعہ کا فتویٰ تو نقل کرتے ہیں مگر ان کا بعد کا عدم جواز کا فتویٰ نقل نہیں کرتے۔ حکیم صاحب آپ نے جھوٹی حدیث پر عمل کرنا ہے تو شیعہ کی طرح ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین شروع کر دیں اور صحیح حدیث پر عمل کرنا ہے تو پہلی تکبیر کے بعد نماز میں رفع یدین کرنا چھوڑ دیں۔

بحث حدیث حضرت جابر بن عبداللہؓ

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کی حدیث دو طریق سے ہے: ایک ابو الزبیر کا طریق جس کا حکیم صاحب نے ذکر کیا ہے کہ حضرت جابرؓ اور حضورؐ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے، یہ ہمیشہ کا لفظ کسی حدیث میں موجود ہے، نہ جزء بخاری میں، نہ ابن ماجہ میں، نہ بیہقی میں، نہ جزء سبکی میں۔ یہ ان چاروں کتابوں پر جھوٹ ہے۔

۲۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں "اس حدیث میں بھی کان یرفع موجود ہے، لیکن یہ لفظ نہ بیہقی میں ہے، نہ ابن ماجہ میں، ہاں جزء بخاری میں بغیر کسی سند کے یہ لفظ مذکور ہے، جو حجت نہیں۔

۳۔ اس سند کا ایک راوی ابو حذیفہ ہے، امام ذہبی فرماتے ہیں ضعیفہ الترمذی (میزان الاعتدال ج ۴، ص ۲۲۱) دوسرا راوی ابراہیم بن طہمان ہے، محدث سلیمانی فرماتے ہیں کہ اس نے جو حدیث ابو الزبیر کے واسطہ سے حضرت جابرؓ سے رفع یدین کی روایت کی ہے، محدثین اس کا انکار کرتے ہیں (تہذیب التہذیب ص ۱۳۰ ج ۱) تیسرا راوی ابو الزبیر ہے جو پرلے درجہ کا مدلس ہے اور یہاں وہ عن سے

روایت کرتا ہے، اس لیے حدیث صحیح نہیں۔

۴۔ حکیم صاحب نے اس حدیث کے دوسرے طریق کا نام تک نہیں لیا، جس میں واقعی سند کے ساتھ کان یرفع ہے، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں صلح حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو صحابہ حضورؐ کے ساتھ تھے، **وکان رسول اللہ ﷺ یرفع یدیہ مع کل تکبیرۃ من الصلوۃ** (مسند احمد ص ۳۱۰ ج ۳، تاریخ کبیر امام بخاری ص ۱۰۵ ج ۴ ق ۲، مجمع الزوائد ص ۱۰۱ ج ۲) حکیم صاحب! دیکھئے یہاں **کان یرفع یدیہ** بھی ہے جو آپ کے نزدیک دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ثبوت بھی ہے۔ مگر آپ کی جماعت اس پر عمل نہیں کرتی۔

حکیم صاحب! اصل بات یہ ہے کہ اولاً تو یہ حدیث صحیح نہیں، پھر اس میں نہ سنت مؤکدہ کا لفظ ہے نہ ہمیشہ کا ذکر، ایک نماز کا واقعہ ہے جس میں عموم نہیں، یہ ہر تکبیر کی رفع یدین باقی رہی یا نہیں، اس سے یہ حدیث ساکت ہے، حضرت جابر بن عبداللہؓ جب اپنے ساتھیوں کو نماز سکھاتے تو صرف تکبیر کی تعلیم دیتے **عن جابر بن عبداللہ انہ کان یعلمھم التکبیر فی الصلوۃ قال کان یامرنا ان نکبر کلما خفضنا ورفعنا** (موطا امام مالک ص ۲۶، موطا امام محمد ص ۸۹) یعنی حضرت جابرؓ حکم فرمایا کرتے تھے کہ نماز کے اندر (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد سلام تک) ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہا کرو۔ اس لیے معلوم ہوا کہ حضرت جابرؓ نماز میں صرف تکبیر کہتے اور اسی کا حکم فرماتے۔ ان کی آخری نمازوں میں رفع یدین کا ذکر نہیں ملتا، حکیم صاحب کا یہ انداز ایسا ہی دھوکا ہے جیسے شیعہ حضرت جابرؓ سے صحیح بخاری کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ ہم متعہ کیا کرتے تھے لیکن بعد میں اسکو ترک کر دینا ذکر نہیں کرتے۔

حکیم صاحب! آپ کے اس طرز سے ہمیں یقین ہو رہا ہے کہ آپ حق کے متلاشی نہیں، حلق تازہ رکھنے کے لیے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے میں ماہر ہیں، کیا ہم امید رکھیں کہ آج کے بعد آپ بھی حضرت جابرؓ کی طرح صرف تکبروں والی نماز شروع کر دیں گے اور لوگوں کو بھی اسی نماز کا حکم دیا کریں گے؟

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ

حکیم صاحب نے یہ حدیث جزء بخاری، دار قطنی اور بیہقی کے حوالہ سے ذکر کی ہے، جزء بخاری میں تو بغیر کسی سند کے محض نام ذکر کیا ہے، اگر اس کی صحیح سند ہوتی تو امام بخاریؒ ضرور ذکر فرماتے۔ دار قطنی میں اس روایت کے بعد اس کے مرفوع موقوف ہونے کے اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح بیہقی نے موقوفاً بھی نقل کیا ہے، مگر حکیم صاحب نقل میں خیانت کر گئے ہیں۔

ایک زبردست جھوٹ

حکیم صاحب نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ اعلان فرمایا "اے لوگو! تم بھی اسی طرح نماز پڑھا کرو کیونکہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ رکوع جانے اور سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے" یہ بالکل جھوٹ ہے، ان الفاظ میں اعلان نہ دارمی میں ہے، نہ دار قطنی میں، نہ بیہقی میں ہے، نہ جزء بخاری میں، نہ کسی اور کتاب میں۔

ایک اور فریب

حکیم صاحب لکھتے ہیں، اس حدیث میں بھی **کان یرفع** جو دوام کے لیے ہے، جزء بخاری میں تو بے سند ذکر ہے، جن کتابوں میں یہ سند کے ساتھ مذکور ہے، ان میں سے کسی کتاب میں **کان یرفع** موجود نہیں۔

نوٹ: اگرچہ بیہقی اور دار قطنی نے اس کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ذکر کیا ہے اور ابن حزم نے محلیٰ میں موقوف کو ہی ترجیح دی ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ موقوف بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی صحیح حدیث میں رفع یدین کا ذکر نہیں بلکہ **یکبر کلما رکع و کلما رفع و کلما سجد** کے الفاظ ہیں۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۱۱۵ و ۳۹۳ و ۴۴۰) اس میں رفع یدین کا اضافہ صرف اور صرف حماد بن سلمہ نے کیا ہے۔ وہ اگرچہ ثقہ تھے، مگر آخری عمر میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا (تقریب

ص ۸۲) اور کوئی ان کا متابع موجود نہیں، پس یہ روایت موقوفاً بھی صحیح نہیں۔

اشعریوں کی نماز

اشعریوں کی نماز دیکھنی ہو تو مسند احمد میں دیکھ لیتے۔

حضرت ابو مالک اشعریؓ نے تمام مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو عام اعلان کر کے اکٹھا کیا کہ آؤ تمہیں آنحضرت ﷺ کی نماز سکھاؤں آپ نے سب کو نماز اس طرح پڑھائی کہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی، پھر فاتحہ اور سورۃ پڑھی اور تکبیر کہہ کر رکوع میں گئے، سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر رکوع سے اٹھے، اسی طرح ساری نماز (بغیر رفع یدین اور بغیر جلسہ استراحت) کے پڑھائی اور نماز کے بعد فرمایا، لوگو یہ ہے وہ نماز جو آنحضرت ﷺ ہمیں پڑھ کر دکھاتے تھے۔

(رواہ احمد واسنادہ حسن آثار السنن ص ۱۲۰و۱۲۱ ج ۱)

اگر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس رفع یدین کی کوئی حدیث ہوتی تو آپ کبھی خاموش نہ بیٹھتے اور کبھی یہ برداشت نہ فرماتے کہ میرا سارا قبیلہ بغیر رفع یدین اور بغیر جلسہ استراحت کے نماز پڑھ کر نبی کی سنتوں کی مخالفت کرتا رہے اور میں وہ حدیثیں چھپا کر بیٹھا رہوں، آخر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ میں سنت کی اتباع واشاعت کا جذبہ یقیناً حکیم صاحب سے زیادہ ہوگا۔ کیا ہم حکیم صاحب سے امید رکھیں کہ وہ بھی حضورؐ والی نماز بغیر رفع یدین وبغیر جلسہ واستراحت کے اپنے قبیلے اور اپنی جماعت میں اعلان کر کر کے رائج کریں یا کم از کم نبی کی نماز کی مخالفت چھوڑ دیں؟

بحث حدیث ابی ہریرہؓ

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی جو روایت ابو داؤد کے حوالہ سے پیش کی ہے، اس کا یہ ترجمہ لکھا ہے کہ ''آنحضرت ﷺ ہمیشہ کندھوں تک ہاتھ اٹھایا کرتے تھے'' یہ ہمیشہ کا لفظ نہ ابوداؤد شریف میں ہے، نہ کسی اور کتاب میں، حکیم صاحب اپنے مذہب کی پاسداری کے لیے جب کوئی صحیح دلیل نہیں پاتے تو جھوٹ سے اپنی اور اپنی جماعت کی

تسلی کرتے ہیں۔

۲۔ حکیم صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث بخاری مسلم میں بھی ہے، مگر اس میں رفع یدین کا ذکر نہیں، اس میں رفع یدین کا ذکر ابن جریج نے بڑھایا ہے، یہ وہی شخص ہے جس نے مکہ میں رہ کر نوے عورتوں سے متعہ کیا اور روزانہ رات کو زیتون کے تیل سے حقنہ کرواتا تھا تاکہ قوت جماع بحال رہے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱، ص ۱۶۹)

۳۔ حکیم صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا کہ ابن جریج سے رفع یدین کا ذکر کرنے والا یحییٰ بن ایوب ہے، جس کو کئی محدثین نے ضعیف کہا ہے (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۶۲) امام عبداللہ بن المبارک اور عبدالرزاق دونوں ابن جریج سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں تو رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے، بلکہ تکبیر کا ذکر کرتے ہیں اور ابو حاتم کہتے ہیں، یہی صحیح ہے (زیلعی ص ۴۱۴ ج ۱) پس ثقات کے خلاف ضعیف راوی کا رفع یدین کا ذکر کرنا، اس حدیث کے منکر ہونے کی دلیل ہے۔

۴۔ پھر اگر حکیم صاحب کو رفع یدین کی حدیث ہی پسند ہے تو حضرت ابو ہریرہؓ سے رکوع کے ساتھ ساتھ سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کی حدیث بھی مروی ہے۔ (ابن ماجہ ص ۶۲، مسند احمد ص ۱۳۲ ج ۲) لیکن اس حدیث کو حکیم صاحب چھپا گئے۔ اگر بالفرض یہ حدیثیں صحیح بھی ہوتیں تو ان سے ایک آدھ بار رفع یدین کرنے کا ذکر ہے وہ رفع یدین باقی رہی یا نہ رہی، اس سے یہ حدیث ساکت ہے، لیکن (صحیح بخاری شریف ص ۱۱۰ ج ۱) پر حضرت ابو ہریرہؓ کی نہایت صحیح حدیث ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہا کرتے تھے اور قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی آخری زمانہ کی نماز ہے حتی فارق الدنیا (بخاری ص ۱۱۰ ج ۱) اور خود حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ کے بعد جو نماز پڑھا کرتے تھے اس میں رفع یدین نہیں کرتے تھے، چنانچہ امام مالکؒ امام جعفر القاریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت ابو ہریرہؓ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے، جب پہلی تکبیر سے نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور پھر ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہتے۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے صاحبزادہ حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے، ہر اونچ نیچ۔ کے وقت تکبیر کہتے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا خدا کی قسم میری یہ نماز رسول اکرم ﷺ کے بہت مشابہ ہے۔ (موطا امام محمد ص ۹۰) پس معلوم ہوا کہ پہلی تکبیر کے علاوہ کوئی رفع یدین نماز میں باقی نہیں رہی۔ حکیم صاحب کیا ہم امید رکھیں کہ آج کے بعد آپ بھی تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے بعد تکبیروں سے نماز پڑھ کر قسم کھایا کریں گے کہ رسول اکرم ﷺ والی نماز یہی ہے یا حدیث پر عمل کی بجائے اپنی ضد پر ہی قائم رہیں گے؟

بحث حدیث عبید بن عمیرؓ

عبید بن عمیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے (جزء بخاری ص ۳) جزء بخاری میں نہ اس کی کوئی سند ہے اور نہ کوئی ایسا متن جس میں ہمیشہ کا لفظ ہو۔ یہ حکیم صاحب کا خالص فریب ہے، جن لوگوں نے اس حدیث کو سند سے روایت کیا ہے ان کتابوں سے حکیم صاحب نے نقل نہیں کی کیونکہ ان کے خلاف تھی۔ **کان رسول اللہ ﷺ یرفع یدیه مع کل تکبیرة فی الصلوة** (ابن ماجہ ص ۶۲، کتاب الضعفاء للعقیلی ص ۳۸۲ ج ۱، کتاب المجروحین ابن حبان ص ۳۰۴ ج ۱، معرفۃ الصحابہ لابی نعیم ص 218 ج ۲، تاریخ بغداد ص ۴۰۰ ج ۱۱ وص ۲۵۳ ج ۴) اس کی سند میں رفدۃ بن قضاعۃ نہایت ضعیف راوی ہے۔ لیکن حکیم صاحب کا سرمایہ ہی یہ چند کھوٹے سکے ہیں، حکیم صاحب! آپ کا مذہب بھی کتنا یتیم ہے جس کی بنیاد چند ضعیف روایتوں اور جھوٹ اور فریب پر رکھی گئی ہے۔ حکیم صاحب! اگر آپ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے، کیونکہ آپ نے استدلال میں پیش کی ہے تو شیعوں کے ساتھ مل کر ہر تکبیر کے ساتھ رفع

یدین شروع کر دیں اور ابن عمرؓ کی بخاری والی حدیث کو غلط قرار دیں جو اس کے خلاف بین السجدتین رفع یدین سے روکتی ہے۔ کیا ایسے ایسے فریب کرنے پر آپ کا ضمیر بھی آپ کو ملامت نہیں کرتا؟

بحث حدیث براء بن عازبؓ

حکیم صاحب نے حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث بھی اپنی دلیل میں پیش کی ہے۔ حیرانی ہے کہ حکیم صاحب کی ذہنی ساخت کیوں الٹی ہے کہ صحیح حدیث کو چھوڑ کر نہایت ضعیف حدیث کو پیش کیا، اس میں بھی خیانت کی۔ پہلے اس حدیث کی اصل کیفیت مطالعہ فرمائیں، پھر حکیم صاحب کی روایت کا حال پڑھیں۔

صحیح حدیث

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں، میں نے جناب رسول اقدس ﷺ کو دیکھا، آپ نے رفع یدین کیا، جب نماز شروع کی، پھر رفع یدین نہ کیا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے۔ (ابوداؤد ص ۷۶ ج ۱، طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱، المدونۃ الکبریٰ ص ۷۲ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۱۵۹ ج ۱)

حکیم صاحب کی بیان کردہ حدیث

۱۔ حضرت براء بن عازبؓ کوفہ میں آباد ہوئے اور وہیں مسجد اعظم کوفہ میں آپ نے یہ حدیث پاک سنائی، جس مجلس میں حضرت کعب بن عجرہؓ بھی موجود تھے۔ (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱)

۲۔ حضرت براء بن عازبؓ سے یہ حدیث حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے روایت کی جو جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ نے اسی مسجد میں ۲۰ انصاری صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تھا۔ (جامع ترمذی ص ۱۸۳ ج ۲) اور یہ وہی مسجد اعظم ہے جہاں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام تشریف فرما ہوئے جن میں ۲۴ بدری صحابہ تھے۔ (معارف السنن ص ۴۹۰ ج ۲)

۳۔ ان عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا عمل بھی اسی حدیث کے موافق ترک رفع یدین کا تھا۔ (ابن ابی شیبہ ص ۱۶۰ ج ۱)

۴۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے اس حدیث کو تین شاگردوں نے روایت کیا۔ (۱) ان کے صاحبزادہ عیسیٰ (۲) حضرت حکم بن عتیبہ (ابوداؤد ج ۱، ص ۱۱۶ طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۲۶۷ ج ۱، المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱) اور (۳) یزید بن ابی زیاد (عبدالرزاق ص ۷۱ ج ۲، ابوداؤد ص ۱۱۶ ج ۱، طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱، مسند حمیدی ص ۳۱۶ ج ۲، السنن الکبریٰ بیہقی ص ۷۷ ج ۲، دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱)

۵۔ یزید بن زیاد سے دس شاگردوں نے اسی مکمل متن کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا (۱) سفیان بن عیینہ (عبدالرزاق ص ۷۱ ج ۲) (۲) سفیان ثوری (طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱) (۳) شریک (ابوداؤد ص ۷۶ ج ۱) (۴) ہشیم (مسند ابویعلیٰ ص ۱۹۴ ج ۱) (۵) اسماعیل بن زکریا (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۶) شعبہ (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۷) محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۸) اسرائیل (عمدۃ القاری بحوالہ خلافیات بیہقی) (۹) حمزہ الزیات (عمدۃ القاری بحوالہ اوسط طبرانی) (۱۰) عبداللہ بن ادریس (مسند ابویعلیٰ ص ۱۹۵ ج ۱) ان دس شاگردوں نے مکمل متن سے روایت کیا ہے، ان کے علاوہ چھ شاگردوں نے اس سے مختصر روایت کیا ہے۔ (۱) علی بن عاصم (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۲) خالد بن عبداللہ (دارقطنی ص ۲۹۴ ج ۱) (۳) اسباط بن محمد (مسند احمد ص ۳۰۱ ج ۴) (۴) الجراح والد وکیع (کتاب العلل احمد ص ۱۷۱ ج ۱) (۵) صالح بن عمر (مسند ابویعلیٰ ص ۹۵ ج ۱) (۶) زہیر (جزء بخاری بے سند)

مکمل اور مختصر متن کا مطلب

حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث کا مکمل متن دو مسئلوں پر مشتمل ہے۔

(۱) نماز کی تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں، اس حدیث میں ہے کہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں۔

(۲) نماز میں ہاتھ کتنی بار اٹھائے جائیں، اس حدیث میں ہے کہ صرف پہلی تکبیر کے وقت اٹھائے جائیں، اس کے بعد ساری نماز میں ہاتھ نہ اٹھائے جائیں، جس

حدیث میں ایک سے زائد مسئلے ہوں، محدثین کبھی تو اس کو مکمل بیان کرتے ہیں اور کبھی ایک آدھ مسئلہ بتانا مقصود ہوتا ہے تو مختصراً وہی ایک مسئلہ بیان فرماتے ہیں۔ اسی طرح اس حدیث میں ہوا کہ دس شاگردوں نے تو مکمل طور پر دونوں مسئلے روایت فرما دیے اور چھ شاگردوں نے وقتی ضرورت کے تحت صرف پہلا مسئلہ روایت کر دیا اور یہ کوئی عیب نہیں، ورنہ صحیح بخاری تو اس طرز سے بھری پڑی ہے۔

صحیح حدیث کے مقابلہ میں ایک غلط افسانہ

سفیان بن عیینہ نہایت ثقہ محدث تھے، وہ پہلے تو اس حدیث کو اسی مکمل متن سے روایت فرماتے رہے، مگر آخری عمر میں وہ خلط حفظ کے مریض ہو گئے تھے، اس لیے اپنے استاد یزید بن ابی زیاد کے پندرہ شاگردوں کے خلاف عجیب باتیں کرنے لگے۔ الحمیدی (جو اہل کوفہ کے خلاف سخت تعصب کا شکار ہیں) اور محمد بن الحسن البربھاری (جو سخت ضعیف ہے) کا بیان ہے کہ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد جب مکہ میں مقیم تھے تو حدیث مختصر صرف پہلا مسئلہ بیان کرتے تھے اور جملہ **لا یعود** جس کا تعلق دوسرے مسئلے سے ہے، بیان نہیں کرتے تھے۔ پھر جب میں کوفہ میں مقیم ہوا تو وہ کوفہ والوں کے کہنے سے **لا یعود** کہنے لگے۔ اور ابراہیم بن بشار الرمادی (جو سفیان کے ذمہ ایسی باتیں لگا دیتا تھا جو سفیان بیان نہ کرتے تھے) کا بیان ہے کہ سفیان نے کہا یزید بن ابی زیاد جب مکہ میں تھا تو رفع یدین کرنے کی حدیث بیان کرتا تھا اور جب کوفہ گیا تو ترک رفع یدین کی حدیث بیان کرنے لگا۔

اس سارے افسانے کی بنیاد اس پر ہے کہ سفیان بن عیینہ اور یزید بن ابی زیاد دونوں پہلے مکہ میں مقیم تھے اور پھر دونوں کوفہ میں مقیم ہو گئے، حالانکہ یہ بات تاریخی طور

پر غلط ہے، یزید بن ابی زیاد ۴۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶ھ میں کوفہ میں ہی فوت ہوئے۔ ان کا مکہ میں قیام پذیر ہونا تاریخ سے ثابت ہی نہیں۔ اور امام سفیان بن عیینہ ۱۰۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۶۳ھ تک کوفہ میں رہے پھر مکہ تشریف لے گئے اور ۱۹۸ھ میں مکہ میں ہی وصال فرمایا۔ (معارف السنن ص ۴۹۱ ج ۲)

الغرض جب امام سفیان بن عیینہ مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر ہوئے، اس وقت یزید بن ابی زیاد کو فوت ہوئے ستائیس سال ہو چکے تھے۔ اس افسانہ کے مطابق یزید بن ابی زیاد نے وصال کے ۲۷ سال بعد قبر سے نکل کر مکہ میں رفع یدین کرنیکی حدیث سنائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ زندوں نے اس پر عمل بلکہ رفع یدین کی روایت بھی چھوڑ دی تھی، اس لیے ایک مردہ کو ۲۷ سال بعد قبر سے اٹھنا پڑا تا کہ حکیم صاحب بے دلیل نہ رہ جائیں۔

الغرض ۱۸ سندوں کے خلاف صحیح حدیث کو چھوڑ کر اس افسانے کو حکیم صاحب نے حدیث بنا لیا اور اس رفع یدین والی حدیث کے افسانے کو کسی ایک بھی سنی محدث نے اپنی سند سے روایت نہیں کیا۔ اس کو سب نے حاکم سے روایت کیا جس کا غالی شیعہ ہونا خود نواب صدیق حسن غیر مقلد نے ابجد العلوم میں تسلیم کیا ہے۔

حضرت قتادہؒ کی شہادت

حکیم صاحب لکھتے ہیں: ''قتادہؒ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول خدا ﷺ ہمیشہ ہی رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے'' (ترمذی ص ۳۶) یہ حکیم صاحب کا خالص جھوٹ ہے، حضرت قتادہؒ صحابی سے کوئی ایسی حدیث ترمذی شریف میں موجود نہیں، جب روایت ہی نہیں تو ہمیشہ اور کان یرفع کا لفظ کہاں سے آئے گا۔ حکیم صاحب آخر آپ کب تک جھوٹ پر عمل اور اس کی اشاعت کرتے رہیں گے؟

سلیمان بن یسار

سلیمان بن یسار فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہمیشہ ہی نماز میں رفع یدین

کرتے تھے۔

حکیم صاحب سلیمان بن یسار طبقہ ثالثہ کے راوی ہیں، انہوں نے تو حضورؐ کا زمانہ ہی نہیں پایا (تقریب التہذیب ص ۱۳۶) اور ہمیشہ کا لفظ بھی بالکل جھوٹ ہے۔

عمر اللیثی

حکیم صاحب لکھتے ہیں ''ان سے بھی اسی قسم کی حدیث آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ نماز میں رفع یدین کرتے تھے''۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

یہ بھی محض فریب ہے۔ نہ عمر اللیثی نامی کوئی صحابی ہیں اور نہ ہی اس مضمون کی رفع یدین کی کوئی حدیث ان سے مروی ہے۔

بحث حدیث حضرت وائل بن حجرؓ

حکیم صاحب نے حضرت وائلؓ کی شہادت ص ۱۱ پر تحریر کی ہے۔

بے نظیر جھوٹ

حکیم صاحب نے اس حدیث میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ بھی ذکر کیے ہیں اور گیارہ کتابوں، صحیح مسلم، ابن ماجہ، دارمی، دارقطنی، ابوداؤد، جزء بخاریؒ، مسند احمد، بیہقی، کتاب الام، جزء سبکی، مشکوٰۃ کا حوالہ دیا ہے مگر ان میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا کوئی ذکر نہیں، حکیم صاحب نے آنحضرت ﷺ اور ان گیارہ کتابوں پر جھوٹ بولا ہے، ایک ہی سانس میں بارہ جھوٹ، یہ حوصلہ تو سوامی دیانند کا بھی نہیں تھا، آپ سے پہلے مستری نور حسین گرجاکھی نے اپنے رسالہ اثبات رفع یدین میں یہ جھوٹ بولا تھا، اس کی اندھی تقلید میں جناب نے بھی ہمت کرلی، حکیم صاحب اپنی جماعت کے علاوہ کسی قادیانی، ہندو، عیسائی، مجوسی یا دہریے کی کتاب میں ایسے جھوٹ کی مثال آپ کو ملی ہو کہ ایک ہی حوالہ میں بارہ جھوٹ بولے ہوں تو اس کا حوالہ ضرور دیں۔ اپنا تو ناقص خیال ہے کہ جھوٹ کا جو ریکارڈ آپ نے قائم فرمایا، شاید ہی کوئی اس کو توڑنے کی ہمت کرے۔

ایک خیانت

حضرت وائلؓ کی حدیث کے کئی طریق ہیں، مسلم اور ابو داؤد میں، محمد بن حجادہ کا طریق ہے۔ ابو عوانہ فرماتے ہیں وہ غالی شیعہ تھا (میزان الاعتدال ص ۴۹۸ ج ۳) اور شیعہ سجدہ کے وقت بھی رفع یدین کرتے ہیں اس لیے ابو داؤد میں اس کی حدیث میں سجدوں کے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر بھی موجود ہے، (ص ۱۱۲ ج ۱) لیکن حکیم صاحب نے سجدوں کی رفع یدین کے ذکر کو چھپایا، ورنہ حکیم صاحب اور ان کی جماعت کی اپنی نماز خلاف سنت ہوئی جارہی ہے اور حکیم صاحب کو اپنا مسلک چھوڑ کر شیعہ بننا پڑتا۔

ایک فریب

حضرت وائلؓ دو مرتبہ آنحضرت ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے، جب پہلی مرتبہ حاضر ہوئے تو رکوع اور سجدہ کی رفع یدین کا ذکر فرمایا، لیکن جب دوسری مرتبہ تشریف لائے تو آپ نے اپنا مشاہدہ صرف پہلی تکبیر کی رفع یدین کے بارے میں بیان فرمایا اور بس۔ **ثم اتیتھم فرایتھم یرفعون ایدیھم الی صدورھم فی افتتاح الصلوۃ** (ابو داؤد ص ۱۱۲ ج ۱) اگر اس دوسری آمد میں حضرت وائل بن حجرؓ پہلی تکبیر کے بعد رکوع اور سجدہ کی رفع یدین دیکھتے تو اس کو بھی ضرور بیان کرتے، جیسا کہ پہلی آمد کا حال بیان کیا ہے۔ حضرت وائل بن حجرؓ نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ اس دوسری آمد کے وقت تمام صحابہ بلا استثناء صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے حکیم صاحب نے فریب یہ کیا کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی پہلی آمد والی حدیث تو نامکمل نقل کر دی اور دوسری آمد والی حدیث کو چھپا گئے۔ حق تو یہ ہے کہ حق پوشی کے کردار میں حکیم صاحب بے نظیر واقع ہوئے ہیں۔

حق پوشی کا ایک نیا ریکارڈ

کسی حدیث کے معمول بہ اور غیر معمول بہ ہونے کا اصل پیمانہ خیر القرون ہے، جس حدیث پر خیر القرون میں بلا نکیر عمل جاری رہا ہو، آپ بھی اس پر عمل کرنے میں جھجک محسوس نہ کریں اور جس حدیث پر خیر القرون میں نکیر ہوئی ہو، بعد والوں کے لفظی ہیر پھیر سے وہ معمول بہ نہیں بن سکتی۔ اب رفع یدین کے بارے میں عموماً اور حدیث وائل بن حجرؓ کے بارے میں خصوصاً خیر القرون کے تاثرات مطالعہ فرمائیں۔

حضرت حصین بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں میں اور عمرو بن مرۃ امام ابراہیم نخعیؒ کے پاس حاضر ہوئے تو عمرو نے کہا مجھے علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آنحضرت ﷺ کو پہلی تکبیر اور رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا۔ امام ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا میں نہیں جانتا، شاید حضرت وائلؓ نے اس ایک ہی دن آنحضرت ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا اور یاد رکھا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضور ﷺ کے باقی صحابہ نے اس کو یاد نہ رکھا۔ میں نے کسی صحابی سے بھی حضرت کا رفع یدین کرنا نہیں سنا، سوائے اس کے نہیں کہ صحابہ صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (موطا امام محمد ص ۹۲) حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم نخعیؒ کو حضرت وائلؓ کی رفع یدین والی حدیث سنائی تو فرمایا اگر حضرت وائلؓ نے آنحضرت ﷺ کو ایک دفعہ رفع یدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پچاسوں مرتبہ دیکھا کہ آپ یہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱) حضرت عمرو بن مرۃ فرماتے ہیں کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی رفع یدین کی حدیث سن کر امام ابراہیم نخعی غصہ میں آگئے اور فرمایا (بڑا تعجب ہے) وائلؓ نے تو رفع یدین دیکھ لی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دوسرے صحابہ نے نہ دیکھی؟ (طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱) اور امام ابراہیمؒ نے فرمایا انما رفع الیدین عند افتتاح الصلوۃ (دار قطنی ص ۱۹۱ ج

۱) یعنی رفع یدین صرف پہلی تکبیر کے وقت ہے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں رفع یدین پر عمل کرنا تو کجا رفع یدین کی حدیث سن کر لوگ غصہ میں آجاتے تھے۔ اور ابراہیم نخعیؒ جن کے استاد صحابہ، خود تابعی، شاگرد تبع تابعین، فرما رہے ہیں کہ رفع یدین کرنا نہ سنا نہ دیکھا۔ یعنی خیر القرون میں رفع یدین کی پوزیشن متواتر قرأت کے مقابلہ میں شاذ قرأت کی سی تھی۔ کہ اگر کوئی شاذ قرأت پڑھتا تو لوگ انکار کرتے، اگر حکیم صاحب یہ طریق بھی حضرت وائلؓ کا بیان فرما دیتے تو پتہ چلتا کہ یہ حدیث خیر القرون میں متروک العمل تھی اور خیر القرون کے تواتر عملی کے خلاف تھی۔

حضرت وائل بن حجرؓ نے قولی حدیث میں بھی صرف پہلی تکبیر کی رفع یدین کا ذکر ہی کیا ہے: عن وائل بن حجرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن حجر اذا صلیت فاجعل یدیک حذاء اذنیک والمراۃ تجعل یدیھا حذاء ثدییھا (رواہ الطبرانی) یعنی رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن حجر تو اپنے ہاتھ کندھوں تک اٹھایا کر اور عورت اپنے ہاتھ سینے تک اٹھائے۔

اگر حکیم صاحب حضرت وائلؓ کی حدیث کے بارے میں یہ سب باتیں تفصیل سے بیان فرما دیتے تو انہیں پتہ چلتا کہ خیر القرون میں رفع یدین متروک العمل تھی۔

بحث حدیث ابوحمید الساعدیؓ و دیگر دس صحابہ

۱۔ اس حدیث کو غیر مقلد بڑی زبردست دلیل سمجھتے ہیں اور حکیم صاحب نے بھی بڑے فخر سے بیان کی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی مجلس میں وہ دیگر دس صحابہ کون تھے؟ ان کے اسمائے گرامی کیا ہیں اور اس مجلس کا حال کس نے آنکھوں سے دیکھ کر بیان کیا؟ جس روایت کو حکیم صاحب نے بیان کیا اس مجلس کا حال بیان کرنے والا محمد بن عمرو بن عطاء ہے جو بیان کرتا ہے کہ اس مجلس میں دس

صحابہ تھے، لیکن ان دس صحابہ میں سے صرف ایک صحابی ابوقتادہ کا نام وہ بتا سکا ہے۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں: فان محمد بن عمرو بن عطاء لم یسمع ذالک الحدیث من ابی حمیدو لا ممن ذکرہ معہ فی ذالک (الحدیث) (طحاوی ص ۱۵٦ ج ۱) یعنی یہ حدیث نہ محمد بن عمرو بن عطاء نے براہ راست حضرت ابو حمید سے سنی اور نہ ان صحابہ سے جن کا ذکر اس حدیث میں ہے، امام ابن ابی حاتم بھی فرماتے ہیں قال ابی فصار الحدیث مرسلا (کتاب العلل ص ۱٦۳) یہ حدیث مرسل ہے۔

امام طحاوی مزید فرماتے ہیں وہ حدیث جو محمد بن عمرو بن عطاء نے روایت کی ہے وہ غیر معروف اور غیر متصل ہے، کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ ابوحمید کی مجلس میں ابوقتادہ حاضر تھے، حالانکہ ابوقتادہ بہت عرصہ پہلے فوت ہو چکے تھے۔ (طحاوی ص ۱۷۹ ج ۱)

موسیٰ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ابوقتادہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور سات تکبیریں کہیں (طحاوی ص ۳۳۳ ج ۱) یہی بات ابن ابی شیبہ ص ۱۱٦ ج ۴، بیہقی ص ۳٦ ج ۴، تاریخ بغداد ص ۱٦۱، ج ۱، طبقات ابن سعد ص ۹ ج ٦، یہی روایت امام شعبیؒ سے ہے (الجوہر النقی ص ۳٦ ج ۴) ہاں واقدی کذاب ان کی وفات ۵۴ھ میں بتاتا ہے جو غلط ہے، امام ہشیم بن عدی فرماتے ہیں کہ ابوقتادہ ۳۸ھ میں فوت ہوئے (البدایہ والنہایہ ص ٦۸ ج ۸) اور محمد بن عمرو بن عطاء کی پیدائش تقریباً ۴۰ھ ہے۔ شاید حضرت ابوقتادہ وصال کے کئی سال بعد قبر سے نکل کر مجلس رفع یدین میں حاضر ہو گئے ہوں، باقی جن نو صحابہ کا نام محمد بن عمرو بن عطاء نے نہیں بتایا ان سے ملاقات خدا جانے کیسے ہوئی ہو گی۔

۲۔ اس لیے محمد بن عمرو بن عطاء خود اس بارے میں خاصا مضطرب ہے۔ وہ کبھی محمد بن عمرو بن عطاء عن ابی حمید الساعدی کہتا ہے (ابوداؤد ص ۱۱۳ ج ۱) کبھی محمد بن عمرو بن عطاء عن رجل عن ابی حمید الساعدی کہتا ہے (طحاوی ص ۱۷۸ ج ۱) تو اس کا مدار ایک

مجہول آدمی پر ہوا۔

۳۔ کبھی کہتا ہے، میں نے عباس بن سہل سے انہوں نے ابوحمید سے سنا (ابوداؤد ص ۱۰۴ ج ۱) کبھی کہتا ہے، میں نے مالک سے، اس نے عباس بن سہل سے، اس نے ابو حمید سے۔ (بیہقی ص ۱۰۱ ج ۲) اور یہ اضطراب بھی ضعیف روایت کا موجب ہے۔

۴۔ اگر اس مجلس کا حال بیان کرنے والا عباس بن سہل کو مان لیں تو وہ عمر میں محمد بن عمرو سے بھی چھوٹا ہے کیونکہ محمد بن عمرو تو طبقہ ثالثہ کا ہے (تقریب ص ۳۱۳) اور عباس بن سہل طبقہ رابعہ کا ہے (تقریب ص ۱۶۵) پھر یہ بھی یقین نہیں کہ راوی عباس ہے یا عیاش۔ اگر دوسرا ہے تو بھی مجہول ہے۔

۵۔ بعض نے ان دس صحابہ میں سلمان فارسی کو بھی شمار کیا ہے حالانکہ سلمان فارسی ان کی پیدائش سے بہت پہلے ۳۴ھ میں وفات پا چکے تھے۔ اور بعض نے ان دس صحابہ میں حضرت ابومسعود بدریؓ کو بھی شمار کیا ہے۔ یہ ۳۸ھ میں فوت ہو چکے تھے۔ بعض نے ان میں محمد بن مسلمہؓ کو بھی شریک کیا ہے جو ۴۱ھ یا ۴۲ھ میں وصال فرما چکے ہیں۔ بعض نے اس میں ابواسیدؓ کو بھی شمار کیا ہے جو صحیح قول کے موافق ۳۰ میں وفات پا چکے تھے۔ اور حضرت عمار بن یاسرؓ ۳۷ھ میں شہید ہو گئے تھے۔ حکیم صاحب آپ نے ان دس صحابہ کا نام اسی لیے ذکر نہیں کیا کہ تاریخ دان لوگ حیران ہوں گے کہ مسئلہ رفع یدین کتنا اہم ہے جس کے لیے ایسی انوکھی مجلس بٹھائی جا رہی ہے، مسئلہ رفع یدین کی تصدیق و تائید کے لیے زندوں کو ناکافی سمجھا گیا ہے، پندرہ پندرہ بیس بیس سال کے وفات یافتہ بزرگوں کو قبروں سے بلا کر رفع یدین کی تصدیق کرائی جا رہی ہے۔ حکیم صاحب آپ حق چھپانے کی بجائے ان دس صحابہ کرام کے اسمائے گرامی کسی صحیح سند سے پیش فرمائیں، ان کی تاریخ وفات اور مجلس کی تاریخ انعقاد کا پتہ دیں تو انشاء اللہ اور بہت سی کرامات کے ظہور کی امید ہے۔

۶۔ حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی حدیث صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ۱ پر موجود ہے جس

میں نہ تو دس صحابہ کی موجودگی کا ذکر ہے کہ مندرجہ بالا اعتراضات وارد ہوں، ہاں اس میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر ہے، رکوع کے ساتھ رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں۔ اس حدیث میں دس صحابہ اور رکوع کی رفع یدین کا ذکر عبدالحمید بن جعفرؒ نے شامل کیا ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں وہ ضعیف ہے (ص ۱۵۶ ج ۱ و ۱۷۹ ج ۱) امام نسائی فرماتے ہیں لیس بالقوی (ضعفاء صغیر ص ۴۸) کیا حکیم صاحب سے ہم یہ امید رکھیں کہ وہ اس ضعیف حدیث کی بجائے (صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ۱) پر درج ابوحمید ساعدی کی حدیث کے موافق صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے ساتھ نماز شروع کر دیں گے۔ ہمارا خیال ہے کہ صحیح احادیث پر عمل ان کی قسمت میں نہیں۔

۷۔ حکیم صاحب! آپ نے حدیث کا ترجمہ بڑا گول مول کیا ہے، اگر آپ صحیح ترجمہ جانتے تو اس حدیث کو پیش نہ کرتے۔ حکیم صاحب آپ کی مجلس میں، میں یہ دعویٰ کروں کہ فلاں بیماری کے بارے میں، میں آپ سے زیادہ نسخے جانتا ہوں تو آپ اور آپ کی مجلس کے سب لوگ میری اس بات کا یہی مطلب سمجھیں گے کہ اس کے پاس کوئی ایسا نسخہ ہے جو ہمارے علم میں نہیں، پھر اگر میں وہ نسخہ بتاؤں اور وہ نسخہ آپ پہلے نہ جانتے ہوں تو آپ میری تصدیق کریں گے کہ آپ کا دعویٰ سچا ہے، واقعی یہ نسخہ ہمیں پہلے معلوم نہیں۔ اور اگر وہ نسخہ پہلے آپ کو معلوم ہو تو آپ تصدیق کی بجائے میری تکذیب کریں گے کہ بالکل غلط، یہ نسخہ تو ہم جانتے ہیں۔ اب سمجھیں کہ ایک مجلس میں جس میں دس صحابہ اور کئی تابعین موجود ہیں، حضرت ابوحمید الساعدیؓ ایک دعویٰ کرتے ہیں انا اعلمکم بصلوۃ رسول اللہ ﷺ یعنی عملی طور پر اگرچہ میری اور آپ کی نماز میں کوئی فرق نہیں، لیکن علمی طور پر مجھے بعض مسائل کی تم سے زیادہ واقفیت ہے جو میں جانتا ہوں، تم نہیں جانتے۔ ان لوگوں نے کہا فرمائیے، وہ کون سا مسئلہ ہے؟ تو آپ نے رکوع کی رفع یدین اور تیسری رکعت کی رفع یدین کا مسئلہ بتایا تو سب نے کہا، واقعی آپ نے سچ فرمایا کہ یہ مسئلہ صرف آپ کے ہی علم میں تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دورِ صحابہ میں رفع یدین عندالرکوع و تیسری

رکعت کے شروع والی ایسی متروک تھی کہ اس پر عمل تو کجا اتنی بڑی مجلس جس میں دس صحابہ بھی تھے، ان کو اس مسئلے کا علم بھی نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ امام ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ نہ صحابہ سے سنا، نہ اس پر کسی کو عمل کرتے دیکھا۔اب حدیث کا خلاصہ یہ ہی نکلا کہ کسی زمانہ میں یہ رفع یدین حضرت نے کی تو تھی مگر پھر ایسی متروک ہوئی کہ بعض متاخرالاسلام صحابہ کو اس کا علم تک نہ تھا۔

بحث حدیث حضرت عبداللہ بن زبیرؓ وابن عباسؓ

حکیم صاحب نے حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا ترجمہ لکھا ہے۔

۱۔**پہلی خیانت**: حکیم صاحب نے اس حدیث میں لفظ حین یرکع کا ترجمہ یہ کیا ہے، ''رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت'' مگر اس کے ساتھ حین یسجد بھی تھا جس کا ترجمہ ان کے طریقہ پر یہ تھا ''سجدہ جانے اور سجدہ سے سر اٹھانے کے وقت'' لیکن حکیم صاحب نے حین یسجد کا ترجمہ چھوڑ دیا کیونکہ حدیث کے اس حصہ پر نہ ان کا عمل ہے اور نہ ہی عمل کرنا چاہتے ہیں۔ گویا ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ...﴾ پر عمل ہے۔کیا تم بعض پر عمل کرتے ہو (جو دل کو بھائے) اور بعض کا انکار کرتے ہو۔

۲۔**دوسری خیانت**: حدیث میں لفظ و حین ینھض للقیام اس کا ترجمہ تو یہ تھا کہ جب بھی کھڑے ہوتے، رفع یدین فرماتے، خواہ دوسری رکعت میں کھڑے ہوں یا تیسری رکعت میں یا چوتھی رکعت میں، لیکن چونکہ حکیم صاحب دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین نہیں کرتے اور نہ ہی اس حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں، اس لیے حین ینھض للقیام کا ترجمہ یہ کردیا ''اور دو رکعتوں سے کھڑے ہونے کے وقت''

۳۔**تیسری خیانت**: حکیم صاحب نے ترجمہ میں یہ نہیں بتایا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے کس نے دیکھا؟ اس کا نام میمون مکی ہے جو طبقہ ثالثہ کا

شخص ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں الثالثة الطبقة الوسطى من التابعين كالحسن البصري وابن سيرين (تقریب ص ۱۰) یہ یعنی تابعین کا درمیانی طبقہ ہے جن کی بہت سے صحابہ سے ملاقات ہوتی ہے۔ یہ شخص تابعی ہے اور مکہ کا رہنے والا ہے جہاں ہر سال حج کے موقعہ پر تمام اسلامی دنیا سے ہر مسلک کے لوگ آتے ہیں، صحابہ بھی، تابعین بھی تبع تابعین بھی۔ ان سب کے مسلک سے واقف ہے، گویا پوری اسلامی دنیا کے مسلک کو جاننے والا ہے۔

۴۔ **چوتھی خیانت:** حکیم صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ عبداللہ بن زبیرؓ کو نماز پڑھتے دیکھ کر میمون مکی نے کیا کہا۔ جس حدیث کا ترجمہ حکیم صاحب کر رہے تھے، اس حدیث کے عین درمیان سے ایک پوری سطر کا ترجمہ کھا گئے، وہ یہ ہے کہ جب میمون مکی نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو رفع یدین کر کے نماز پڑھتے دیکھا تو فرماتے ہیں میں چل کر ابن عباسؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا، آج میں نے عبداللہ بن زبیرؓ کو ایسی انوکھی نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ آج تک کسی ایک آدمی کو بھی ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، اور اس رفع یدین کا ذکر کیا۔ (ابوداؤد ص ۱۱۵ ج ۱) حضرت میمون مکی کے الفاظ پر غور فرمائیں، آپ نے بہت سے صحابہ کو دیکھا مگر سوائے عبداللہ بن زبیر کے کسی کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے بہت سے تابعین کو دیکھا مگر کسی ایک تابعی کو بھی رفع یدین کرتے نہ دیکھا، آپ نے بہت سے تبع تابعین کو دیکھا مگر کسی ایک تبع تابعی کو بھی رفع یدین کرتے نہ دیکھا، آپ نے پوری دنیائے اسلام سے آنے والے حاجیوں کو نمازیں پڑھتے دیکھا مگر کسی علاقے کے کسی ایک حاجی کو بھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ یہ ہے پورے خیر القرون میں ترک رفع یدین پر عملی تواتر۔ لاکھوں میں ایک آدمی رفع یدین کرنے والا ملا۔ اگر حکیم صاحب یہ تفصیل بیان فرما دیتے تو ان کی ساری تحریر بے اثر ہو کر رہ جاتی۔ لیکن شاید "لا دين لمن لا ديانة له ولا ايمان لمن لا امانة له" جیسی احادیث پر عمل کرنا آپ گناہ سمجھتے ہوں گے۔

(بد دیانتی اور خیانت مومن کا کام نہیں)

۵۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے تفردات سب صحابہ کے مقابلہ میں اہل سنت الجماعت نے قبول نہیں کیے۔ مثلاً آپ عیدین سے پہلے اذان واقامت کے بھی قائل تھے۔ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے کے بھی قائل تھے (معارف السنن ص ۴۶۰ ج ۲) شاید حکیم صاحب حضرت ابن زبیرؓ کے ان افعال پر بھی عمل شروع فرمادیں گے۔

۶۔ حکیم صاحب! آپ کو یہ بھی یادرہنا چاہئے کہ خود حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی اولاد رفع یدین پر عامل نہیں رہی۔ محمد بن ابی یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے صاحبزادہ حضرت عبادؓ کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں نماز میں رفع وخفض پر رفع یدین کرنے لگا، حضرت عبادؓ نے فرمایا ''اے میرے بھتیجے تو نماز میں ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کرتا ہے حالانکہ جناب رسول اللہ ﷺ صرف ابتداء نماز میں ہی رفع یدین کرتے تھے، اس کے بعد نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہ کرتے تھے، حتی کہ نماز سے فارغ ہو جاتے'' (اخرجہ بیہقی فی الخلافیات، بسط الیدین ص ۵۳ بحوالہ المواھب اللطیفہ)

۷۔ آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک یہی تھی کہ بیٹھ کر پیشاب فرماتے اور یہی عادت صحابہ وتابعین کی تھی۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہوکر بھی پیشاب فرمایا، اس پر عام عمل جاری نہ تھا بلکہ اگر کوئی ایسا کرتا تو بعض لوگ انکار کرتے۔ ایسے موقعہ پر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے والی حدیث سنادیتے۔ اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا سنت ہے، بلکہ اعتراض کرنے والے کو روکنا مقصود ہوتا، اسی طرح ترک رفع یدین متواتراً معمول بہ تھا، لیکن ابن عباسؓ نے یہ بتایا کہ یہ بھی ثابت ہے۔

۸۔ حکیم صاحب، اسی طرح کی حدیث ساتھ ہی ابوداؤد میں ہے۔ نضر بن کثیر کہتے ہیں کہ میرے پہلو میں مسجد خیف میں عبداللہ بن طاؤس یمنی نے سجدہ کے بعد رفع یدین کی تو میں نے اس کو امر منکر سمجھا۔ وہیب بن خالد نے اسے کہا کہ تو ایسا کام کرتا ہے جو میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا، تو اس نے بھی ابن عباسؓ سے حدیث سنادی (ابوداؤد ص ۱۱۵ ج ۱) حکیم صاحب اس پر عمل شروع فرمائیں گے یا نہیں؟

آخر میں حکیم صاحب نے چار سو احادیث کا رعب ڈالا ہے جو بالکل جھوٹ ہے۔ ہم اس سے صرف عشرہ مبشرہ والی دس حدیثوں کا مطالبہ کرتے ہیں جن میں صراحتاً سنت مؤکدہ کا حکم ہو اور حضورؐ کے ساری عمر رفع یدین کرنے کی صراحت ہو۔
اس کے بعد حکیم صاحب نے علامہ سندھی، امام بخاری، مروزی، شیخ جیلانی، شاہ ولی اللہ، مولانا عبدالحی کے اقوال پیش کیے جو ان کے مذہب میں حرام اور شرک ہیں کیونکہ کسی غیر معصوم امتی کا قول ان کے ہاں شرک تقلیدی ہے۔

۱۔ سندھیؒ کا سنت صحیحہ متواترہ کہنا درست نہیں، کسی ایک صحیح خبر واحد میں ہی سنت مؤکدہ کا لفظ دکھادو۔

۲۔ امام بخاریؒ کا یہ قول حضرت ابراہیم نخعی، میمون مکی، حضرت وائل بن حجر کے خلاف ہے۔ جمہور صحابہ رفع یدین کے تارک تھے۔ اس لیے امام بخاریؒ کے اس قول کو خود ان کے شاگرد امام ترمذی نے قبول نہیں کیا۔

۳۔ امام محمد بن نصر کا یہ قول حافظ نے صحیح نقل نہیں کیا۔ صحیح یہ ہے کہ اہل کوفہ بالا جماع رفع یدین کے تارک ہیں اور باقی شہروں کے کچھ لوگ رفع یدین کرتے ہیں، یہ بھی محمد بن نصر کے زمانہ کا حال ہے۔ خیر القرون کا حال آپ پڑھ چکے ہیں۔

۴۔ امام کے زمانہ کے بارے میں عدۃ کا ترجمہ سب کر کے آپ نے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ یہ خیر القرون بھی نہیں۔

۵۔ حضرت جیلانی مقلد ہیں، آپ کے نزدیک معاذ اللہ مشرک۔ کیا مشرک رفع یدین کرے تو اس کی نماز ہو جائے گی؟

۶۔ شاہ ولی اللہؒ کی عبارت نہایت ناتمام نقل کی ہے۔ شاہ صاحبؒ پہلے ایسا لکھ گئے، پھر رسول اقدس ﷺ نے حالت کشفی میں فرمایا، ''بے شک مذہب حنفی نہایت ستھرا طریقہ ہے اور میری سنت کے سب سے زیادہ موافق ہے'' (فیوض الحرمین)

حکیم صاحب! جس طرح آپ کی قسمت میں ضعیف حدیثیں آئی ہیں، ایسے ہی آپ کی قسمت میں شاذ اقوال آئے ہیں، حکیم صاحب! آپ کا دعویٰ رفع یدین

کے سنت مؤکدہ متواترہ ہونے کا ہے، مگر آپ اور آپ کی ساری جماعت

(ا) ایک بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش نہیں کر سکی جس میں آنحضرت ﷺ نے اس متنازعہ فیہ رفع یدین کو سنت مؤکدہ فرمایا ہو۔

(ب) اسی طرح آپ فقہ حنفی کے متون معتبرہ سے ایک بھی مفتیٰ بہ قول پیش نہیں کر سکتے، جس میں متنازع فیہ رفع یدین کو سنت مؤکدہ کہا گیا ہو۔

باب دوم

ترک رفع یدین کے دلائل

حدیث (ا)

سفیان بن عیینة قال اجتمع ابو حنیفة والا وزاعی فی دارالحناطین بمکة فقال الاوزاعی لابی حنیفة مابالکم لا ترفعون ایدیکم فی الصلوة عند الرکوع و عند الرفع منه فقال ابو حنیفة لا جل انه لم یصح عن رسول اللهﷺ فیه شئی قال کیف لا یصح وقد حدثنی الزهری عن سالم عن ابیه عن رسول اللهﷺ انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة و عند الرکوع وعند الرفع منه فقال له ابو حنیفة حدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والا سود عن ابن مسعودؓ ان رسول اللهﷺ کان لا یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوٰة ولا یعود لشئی من ذالک فقال الاوزاعی احدثک عن الزهری عن سالم عن ابیه وتقول حدثنی حماد عن ابراهیم فقال له ابو حنیفة کان حماد افقه من انزهری و کان ابراهیم افقه من سالم

و علقمة لیس بدون ابن عمر فی الفقه و ان کانت لابن عمر صحبة وله فضل صحبة فالا سود له فضل کثیر و عبدالله هو عبدالله فسکت الا وزاعی ۔

(مسند الامام الاعظم ص ۵۰)

امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ مکہ کی غلہ منڈی میں اکٹھے ہوئے امام اوزاعی نے کہا تم اہل عراق رکوع کے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے، امام صاحبؒ نے فرمایا کیونکہ اس بارے میں آنحضرت ﷺ سے (بلا معارضہ) کچھ صحیح ثابت نہیں۔ امام اوزاعیؒ نے کہا کیسے صحیح نہیں۔ زہری سالم ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ پہلی تکبیر اور رکوع جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا مجھے حدیث بیان کی حماد نے ابراہیم نخعیؒ سے، انہوں نے علقمہ و اسود سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نہیں رفع یدین کرتے تھے مگر پہلی تکبیر کے وقت اور نماز میں پھر کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام اوزاعی نے کہا، میں نے حدیث بیان کی، زہری سے اس نے سالم سے اس نے ابن عمر سے اور آپ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی مجھ سے حماد نے ابراہیم سے۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا حماد زہری سے زیادہ فقیہ تھے اور ابراہیم سالم سے بڑے فقیہ تھے اور علقمہ فقہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سے کم نہ تھے، اگرچہ وہ فضل صحابیت میں بڑھے ہوئے ہیں اور اسود کی بڑی فضیلت ہے اور عبداللہ تو عبداللہ ہی ہیں، پس اوزاعی لاجواب ہو گئے۔

(۱) سیدنا امام اعظمؒ نے اس سند کی خوبی یہ بتائی کہ اس سند کا ہر راوی اپنے اپنے دور کا سب سے بڑا فقیہ ہے تو اس سند کا کیا کہنا جب کہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمادیا من یرد اللہ به خیراً یفقهه فی الدین تو جس سند کے سارے راوی افقہ الناس اور خیر الناس ہوں، اس کی ترجیح میں کیا شبہ؟ اور حق یہ ہے کہ مخالفین کے پاس ایسی کوئی سند نہیں، جس کی سند کا ہر راوی افقہ الناس ہو۔

(۲) امام صاحبؒ فرماتے ہیں، میں نے حماد سے سنا میں جب ابراہیم کو دیکھتا تو جو بھی ان کی سیرت کو دیکھتا وہ کہتا کہ ان کی سیرت ہو بہو حضرت علقمہ کی سیرت ہے اور جو علقمہ کو دیکھتا، کہتا کہ اس کی سیرت عین عبداللہ بن مسعود کی سیرت ہے جو حضرت عبداللہ کو دیکھتا وہ کہتا کہ ان کی سیرت آنحضرت ﷺ کی سیرت کا کامل عکس ہے (مسند الامام الاعظم ص ۱۸۹) صحاح ستہ کے راویوں میں سب سے اعلیٰ درجہ کے راوی وہ ہیں جو اپنے استاد سے کثیر الملازمت اور تام الضبط ہوں اور اس کے راوی تو اس سے بھی اعلیٰ مقام پر ہیں کہ پوری سیرت من تو شدم تو من شدی کے مصداق ہیں، مخالفین کو کوئی ایک سند بھی ایسی نصیب نہیں ہوئی۔

(۳) اس سند کے سارے راوی خیر القرون کے ہیں، صحابہ یا تابعین اور خیر القرون کی خیریت احادیث میں منصوص ہے۔

(۴) اس حدیث کی ساری سند کوفی ہے اور سب اہل کوفہ کا ترک رفع یدین پر اجماع ہے وھو قول سفیان واهل الکوفه (ترمذی ص ۵۹ ج ۱) یہ قول سفیان اور سب اہل کوفہ کا ہے، مولانا عبدالحئی لکھنویؒ فرماتے ہیں: "یہی قول ابو حنیفہ، سفیان ثوری، حسن بن حی اور کوفہ کے تمام متقدمین اور متاخرین فقہاء کا ہے" (التعلیق الممجد ص ۹۱)

(۵) یہ حدیث مسلسل بالعمل بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے (موطا امام محمد ص ۹۴) حضرت اسود اور حضرت علقمہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ص ۲۶۸ ج ۱) حضرت امام ابراہیم نخعیؒ بھی

پہلی تکبیر کے بعد نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۶۸ ج ۱)
امام حمادؒ اور امام ابو حنیفہؒ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (کتاب الآثار امام محمدؒ)

حدیث (۲)

عن عبداللہ بن مسعودؓ الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الافی اول مرۃ (ترمذی ص ۵۹ ج ۱، نسائی ج ۱ ص ۱۲۰، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۰۹، (ایچ ایم سعید) مسند احمد ص ۳۸۸ ج ۱ و ۴۴۲ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۲۳۶ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اعلان فرمایا، میں تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز نہ پڑھاؤں؟ پس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نماز پڑھائی اور رفع یدین نہ کیا نماز میں مگر ابتداء نماز میں ایک ہی مرتبہ۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث حسن ہے۔ اس ترک رفع یدین کے قائل بے شمار اہل علم ہیں، جن میں صحابہ کرام اور تابعین ہیں، یہ مذہب امام سفیان ثوری اور تمام اہل کوفہ کا ہے" (ترمذی ص ۵۹ ج ۱)

کوفہ میں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی معیت میں چالیس لوگ آباد ہوئے جو صحابہ اور تابعین تھے (تاریخ طبری ص ۱۴۱ ج ۴) حضرت سعدؓ کے ساتھ ۹۹ بدری صحابہ تھے اور تین سو دس بیعت رضوان والے تھے (الفتوحات الاسلامیہ ص ۸۳ ج ۱، تاریخ ابن اثیر ص ۱۷۴ ج ۲) مورخ عجلی فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک ہزار اور پچاس صحابہ اقامت پذیر ہوئے (فتح القدیر ص ۲۷ ج ۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی محنت سے چار ہزار محدثین اور چار سو فقہاء تیار ہو گئے تھے (مقدمہ) باب مدینۃ العلم خلیفہ راشد حضرت علیؓ جب کوفہ تشریف لائے تو فرمایا، اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مسعودؓ پر رحمتیں نازل فرمائے کہ اس شہر کو علم سے بھر دیا ہے۔

(مقدمہ نصب الرایہ ص ۳۰) اور فرمایا اصحاب ابن مسعودؓ اس بستی کے چراغ ہیں (مناقب موفق ص ۱۴۰ ج ۲) اور پھر جب حضرت علیؓ نے اس شہر کو دارالخلافہ بنالیا تو ہزاروں اصحاب علیؓ بھی یہاں آباد ہوئے۔ حضرت مسروق تابعی فرماتے ہیں، میں نے پایا کہ تمام صحابہ کا علم چھ صحابہ میں جمع ہوگیا،

(۱) حضرت علیؓ (۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

(۳) حضرت عمرؓ (۴) حضرت زید بن ثابتؓ

(۵) حضرت ابوالدرداءؓ (۶) حضرت ابی بن کعبؓ۔

پھر میں نے پایا کہ ان چھ کا علم دو صحابہ میں جمع ہوگیا، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (طبقات ابن سعد ص ۵۲ ج ۲) اور ان دونوں کا علم کوفہ میں جمع ہوگیا تو کوفہ گویا تمام صحابہ کے علم کا جامع تھا۔ اس شہر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اعلان فرمایا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی نماز یہ ہے کہ نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کی جائے، پھر نماز میں رفع یدین نہ کی جائے اور کسی ایک فرد نے بھی اس پر اعتراض نہ کیا بلکہ سب نے اسی پر عمل کیا، چنانچہ ابوسحاق تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھی نماز میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ص ۲۶۷ ج ۱) یعنی یہ ہزاروں ساتھی جن میں تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ اور چار ہزار تابعی محدثین، چارسو تابعی فقہاء اور ہزاروں مجاہدین اسلام شامل تھے، رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ پھر یہ حدیث مسلسل بالعمل بھی ہے، اس کی سند کے پانچوں راوی امام وکیع بن الجراح، امام سفیان ثوری، عاصم بن کلیب، عبدالرحمٰن بن الاسود اور علقمہ سب کے سب اسی حدیث کے موافق نماز پڑھتے اور رفع یدین نہ کرتے تھے (معارف السنن ص ۴۸۵ ج ۲) اب اس کے خلاف غیر مقلدوں کی راگنی بھی سنئے۔

حضرت رسول اقدس ﷺ قرآن جاننے والوں میں حضرت عبداللہ بن

مسعودؓ کو اول نمبر قرار دیتے ہیں (بخاری ص ۵۳۱ ج ۱، مسلم ص ۲۹۳ ج ۲) لیکن غیر مقلد کہتے ہیں کہ وہ معاذ اللہ قرآن کے منکر تھے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنی امت کے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود پسند کریں اور وہ ناپسند کرتا ہوں جس کو ابن مسعودؓ ناپسند کریں (مجمع الزوائد ص ۲۹۰ ج ۲) لیکن غیر مقلدین حضرت ابن مسعودؓ کی بتائی ہوئی صلوۃ الرسول کو بھی پسند نہیں کرتے، آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں، عبداللہ بن مسعودؓ کے عہد کو مضبوطی سے پکڑو۔ (ترمذی ص ۲۲۱ ج ۲)

لیکن غیر مقلد کہتے ہیں کہ اس حدث کو ہرگز قبول نہ کرو۔ الناطق بالحق والصواب حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ علم کا بھرپور خزانہ ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ ص ۱۴ ج ۱)

مگر غیر مقلد کہتا ہے کہ ان کو نہ قرآن کا علم تھا نہ نماز کا۔ بہر حال اس حدیث پر ایک بھی بادلیل مفسر جرح نہیں کی جا سکی۔ حکیم صاحب نے یہ کہا ہے کہ اس میں عاصم بن کلیب ضعیف ہے، لیکن حکیم صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ خود انہوں نے اپنے دلائل میں ابوداؤد کی جو روایت حضرت وائلؓ سے پیش کی ہے اس میں بھی عاصم بن کلیب ہے۔ کیا صحیح بخاری ص ۸۶۸ ج ۲ میں عاصم بن کلیب کا تعلیق کو جو امام بخاریؒ نے اصح فرمایا ہے، اس کو حکیم صاحب غلط قرار دیں گے؟ صحیح مسلم ص ۱۹۷ ج ۲ و ص ۳۵۰ ج ۲ و ص ۱۴۱ ج ۲ پر جو عاصم بن کلیب کی احادیث ہیں، ان کے جھوٹا ہونے کا اعلان کرو گے؟ امام نسائی نے اسے ثقہ اور امام ابو داؤد نے اسے افضل اہل الکوفہ کہا ہے (تہذیب التہذیب ص ۵۶ ج ۵) ترمذی میں اس کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہے (ص ۵۹ و ص ۲۱۰ ج ۱) حکیم صاحب جس حدیث پر ہزاروں صحابہ تابعین کا عمل ہو، اس کو ضعیف کہنا چاند پر تھوکنا ہے۔

حدیث (۳)

عن عبداللہؓ قال صلیت مع النبی ﷺ وابی بکر و

عمر رضی اللہ عنہما فلم یرفعوا ایدیھم الا عند الاستفتاح .

(دار قطنی ص ۲۹۵ ج ۱، بیہقی ص ۷۹ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۱۰۱ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اقدس ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، پس ان سب حضرات نے رفع الیدین نہ کیا مگر تکبیر تحریمہ کے وقت۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث میں ایک یہ خوبی ہے کہ عدم رفع یدین والی نماز آنحضرت ﷺ کی آخری زمانہ کی نماز تھی، کیونکہ آپ کے بعد مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی عدم رفع یدین والی نماز پڑھاتے رہے، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ بھی یہی نماز پڑھاتے رہے، یہ حدیث بھی مسلسل بالعمل ہے، اسحاق ابن ابی اسرائیل، محمد بن جابر السحیمی، حماد، ابراہیم، علقمہ اور عبداللہ بن مسعودؓ سب اسی حدیث کے مطابق عدم رفع یدین والی نماز پڑھتے تھے، یہ سب کوفی راوی ہیں اور اسحاق بن ابی اسرائیل بھی فرماتے ہیں وبہ ناخذ . یعنی ہم سب اس پر عمل کرتے ہیں۔ (دار قطنی ص ۲۹۵ ج ۱)

بعض لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کہنے کی یہ دلیل بیان کی ہے کہ اس کا راوی محمد بن جابر ضعیف ہے، لیکن یہ صحیح نہیں، محمد بن جابر کا جوانی میں حافظہ قوی تھا، بڑھاپے میں وہ نابینا ہو گئے تھے اور ان کا حافظہ خراب ہو گیا تو، ان کی اس زمانہ کی حدیثیں واقعی ضعیف ہیں، لیکن یہ حدیث اس زمانہ کی ہے جب ان کا حافظ نہایت قوی تھا، کیونکہ اس حدیث میں ان سے راوی اسحاق بن اسرائیل ہے۔ یہ محمد بن جابر کو بہت فضیلت دیتے تھے اور محمد بن جابر سے بڑے بڑے محدثین ایوب، ابن عون، الثوری، الشعبہ، ابن عیینہ روایت کرتے تھے (نصب الرایہ ص ۳۹۷ ج ۱) اور خاص اس حدیث کے بارے میں بہ ناخذ فرماتے ہیں اور یہ کہنا کہ محمد بن جابر اس سند سے مرفوع کرنے میں منفرد ہے، اول تو یہ کوئی جرح نہیں، کیونکہ حماد کے شاگردوں کی محمد

بن جابر نے مخالفت نہیں کی بلکہ امام صاحبؒ اس سند سے اس کو مرفوع کر رہے ہیں، دیکھو حدیث نمبر ا۔ پس اس حدیث پر کوئی صحیح بادلیل اور مفسر جرح نہیں ہے۔

حدیث (۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی چوتھی حدیث حضرت وائل بن حجرؓ کی بحث میں گزر چکی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خیر القرون میں رفع یدین ایسی متروک تھی کہ اس پر عمل کرنا تو کجا یہ مسئلہ سننا بھی ناگوار تھا، یہ حدیث بھی مسلسل بالعمل ہے۔

حدیث (۵)

حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث بھی گزر چکی ہے جو کوفی سند اور مسلسل بالعمل ہے۔

حدیث (٦)

مالک عن ابن شهاب عن سالم عن ابيه ان رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح الصلوة. (المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

اس حدیث میں خبر مقدم ہے جو دلیل حصر ہے جیسے ایاک نعبد کا ترجمہ یہ ہے، ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں یعنی اور کسی کی نہیں کرتے۔ اس طرح یہ حدیث ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہ کرتے تھے۔ اسی لیے امام مالکؒ نے پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱)

نوٹ: اس حدیث کے سب راوی مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں اور سب اپنے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے محدث ہیں۔ ایک راوی بھی کسی دوسرے شہر کا نہیں ہے اور اہل مدینہ کا عمل ترک رفع یدین پر تھا، چنانچہ مدینہ منورہ کے امام، امام مالکؒ

فرماتے ہیں لا اعرف رفع الیدین فی شیئ من تکبیر الصلوۃ لا فی خفض ولا فی رفع الافی افتتاح الصلوۃ (المدونۃ الکبریٰ ص ۷۱ ج ۱) یعنی پہلی تکبیر کے بعد نماز کی کسی اونچ نیچ میں رفع یدین کو بالکل نہیں پہچانتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں نہ کوئی مدینہ منورہ کا رہنے والا رفع یدین کرتا تھا، نہ کوئی روضہ پاک کی زیارت کے لیے باہر سے آنے والا، ورنہ حضرت امام مالکؒ کو اس رفع یدین کی ضرور پہچان ہوتی۔ تو گویا اس حدیث نمبر ۶ کے عمل پر اہل مدینہ کا اجماع ہے۔

حدیث (۷)

حدثنا الحمیدی (قال حدثنا سفیان) (مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخہ میں کاتب کی غلطی سے یہ واسطہ رہ گیا ہے، ہم نے مسند حمیدی مطبوعہ کے حاشیے، مسند ابوعوانہ کی سند اور دو قلمی نسخوں سے یہ نقل کیا ہے) ثنا الزهری قال اخبرنی سالم بن عبداللہ عن ابیه قال رایت رسول اللہ ﷺ یفتتح الصلوۃ رفع یدیه حذ و منکبیه و اذا اراد ان یرکع و بعد مایرفع راسه من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین.

(مسند الحمیدی ص ۲۷۷ ج ۲، نسخہ قلمی کندیاں خانقاہ سراجیہ ص ۷۹، نسخہ قلمی موسیٰ زئی شریف ص ۷۹، مسند ابوعوانہ ص ۹۱ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اقدس ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ نے نماز کے شروع میں کندھوں تک ہاتھ اٹھائے اور رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کی اور نہ ہی دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کی۔

اس حدیث کے پہلے دو راوی مکہ مکرمہ کے محدث ہیں اور اس کے بعد کے تینوں راوی مدینہ منورہ کے محدث ہیں۔ اور حضرت ابن زبیر کی حدیث کی بحث

میں یہ ثابت ہو چکا کہ خیر القرون میں مکہ مکرمہ میں رفع یدین متروک تھی اور چھٹی حدیث کے تحت آپ پڑھ چکے ہیں کہ مدینہ منورہ میں بھی رفع یدین متروک تھی۔ پس مکہ مدینہ والوں کا عمل اسی حدیث پر ہوا۔

حدیث (۸)

عن عبداللہ بن عون الخراز عن مالک عن الزہری عن سالم عن عبداللہ بن عمرؓ ان النبی ﷺ کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ ثم لا یعود اخرجہ البیہقی الخلافیات (نصب الرایہ ص ۴۰۴ ج ۱) شیخ عابد سندھی محدث مدنی المواہب اللطیفہ میں فرماتے ہیں ھذا الحدیث عندی صحیح لا محالۃ. (معارف السنن ص ۴۹۸ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں بے شک نبی اقدس ﷺ صرف نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے، پھر نماز میں کسی اور جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ اس لیے مدینہ منورہ کے محدث شیخ عابد سندھی فرماتے ہیں یہ حدیث لامحالہ صحیح ہے۔ اس پر کوئی با دلیل مفسر جرح نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل بھی اس حدیث کے موافق تھا، حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ صرف نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ ہی رفع یدین کیا کرتے تھے (طحاوی ص ۱۵۵ ج ۱، وابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۶۸) عبدالعزیز بن حکیم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز کی صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے، پھر اس کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے (موطا محمد ص ۹۳) عطیہ عوفی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز کی پہلی تکبیر کے ساتھ رفع

یدین کرتے تھے، پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے (بیہقی)

فقہاء کا اجماع

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو میری حدیث سنے، پھر فقیہ کے پاس لے جائے، او کما قال (ابن ماجہ) جب ایک فقیہ کے پاس جانا آنحضرت ﷺ کی دعا کا مستحق بنا دیتا ہے، تو صحابہ کے اجماع کی طرف جانا رسول اقدس ﷺ کی کتنی دعاؤں کا مستحق بنا دے گا۔ حضرت ابوبکر بن عیاش جو خیر القرون میں ہی ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور خیر القرون میں ہی ۱۹۳ھ میں فوت ہوئے، خیر القرون کے فقہاء کا اجماع یوں بیان فرماتے ہیں **مارایت فقیہا قط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر التکبیرۃ الاولیٰ** (طحاوی ص ۱۵۶ ج ۱) یعنی میں نے ہرگز ہرگز کسی ایک بھی فقیہ کو کبھی پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے حج کے سفر بھی کیے، تعلیمی سفر بھی کیے لیکن آپ کی ساری زندگی کا مشاہدہ یہی تھا کہ خیر القرون کے فقہاء کا اجماع ترک رفع یدین پر تھا۔

حدیث (۹۔۱۰۔۱۱)

یہ تینوں حضرت ابن عمرؓ کی حدیثیں پہلے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کی بحث میں گزر چکی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایات کا خلاصہ یہی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے سجدہ کی رفع یدین کی، پھر فرمایا، کہ سجدہ کی رفع یدین باقی نہیں رہی پھر فرمایا حضورؐ نے رکوع کی رفع یدین کی پھر فرمایا کہ پہلی تکبیر کی رفع یدین کے علاوہ کوئی رفع یدین باقی نہیں رہی، اور اسی پر خیر القرون میں کوفہ بصرہ، مکہ، مدینہ میں عمل جاری تھا۔

حدیث (۱۲)

مالک عن ابی جعفر القاری عن ابی ہریرۃ انہ کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ و یکبر فی کل خفض ورفع و یقول انی اشبہکم بصلوۃ رسول اللہ ﷺ

(الاستذکار والتمہید لابن عبدالبر معارف السنن ص ۴۹۶ ج ۲)

حضرت ابوہریرۃؓ صرف نماز کی پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے اور ہر اونچ نیچ کے وقت تکبیر کہتے تھے اور فرماتے، میں آنحضرت ﷺ جیسی نماز پڑھتا ہوں۔

اس حدیث کے تین ہی راوی ہیں، ایک صحابی، ایک تابعی، ایک تبع تابعی، تینوں خیر القرون کے ہیں، تینوں ہی راوی مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ اور امام مالکؒ کے حوالہ سے گزر چکا کہ اہل مدینہ کا عمل بھی ترک رفع یدین پر ہی تھا۔ یہ سند نہایت عالی اور نہایت صحیح ہے۔

حدیث (۱۳) حضرت براء بن عازبؓ کی اس حدیث کی بحث میں گزر چکی۔

حدیث (۱۴) حضرت عباد بن الزبیر کی حضرت عبداللہ بن زبیر کی حدیث کی بحث میں گزر چکی ہے۔

حدیث (۱۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث کی بحث میں گزر چکی ہے۔

حدیث (۱۶) اخبرنا قتیبة قال حدثنا ابو الاحوص عن ابی اسحاق عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمه عن عبدالله قال كان رسول الله ﷺ يكبر فی كل وضع و رفع و قيام و قعود و ابوبكر و عمر و عثمان رضی الله عنهم

(نسائی ص ۱۱۴ ج ۱ باب التکبیر للسجود)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ ہر اونچ نیچ میں اور قیام قعود میں صرف تکبیر کہتے تھے، اور یہی طریقہ نماز حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی آخری نماز جو بعد میں خلفائے راشدین بھی مسجد نبوی میں پڑھاتے رہے، اس میں ہر اونچ نیچ قیام قعود میں صرف تکبیر تھی، رفع یدین نہیں تھی، یہ حدیث بھی مسلسل بالعمل ہے۔

حدیث (۱۷)

عن الا سود قال صليت مع عمرؓ فلم يكن يرفع يديه في شئي من صلوته الاحين افتتح الصلوة ورايت الشعبي و ابراهيم وابا اسحاق لا يرفعون ايديهم الا حين يفتتحون الصلوة (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۶۸ ج ۱)

حضرت اسود تابعی فرماتے ہیں، میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی وہ نماز کی پہلی تکبیر کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے اور میں نے شعبی، ابراہیم اور ابواسحاق کو دیکھا وہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے، مگر پہلی تکبیر کے وقت۔

حضرت عمرؓ اپنے دور خلافت راشدہ میں تقریباً ۱۲ سال مسجد نبوی میں نماز پڑھاتے رہے، ہزاروں مہاجرین و انصار نے آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں، حج کے مواقع پر ہر جگہ کے لوگ آ کر حضرت کے پیچھے نمازیں پڑھتے، لیکن کسی ایک آدمی نے بھی حضرت عمرؓ کی نماز کو نہ خلاف سنت کہا، نہ انہیں رفع یدین کی تبلیغ کی، نہ کسی نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ امام شعبیؒ جنہوں نے پانچ سو صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، وہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے نہ ہی ابراہیم نخعی اور ابواسحاق کرتے تھے۔

حدیث (۱۸)

اخرج الدارقطني في علله عن عبد الرحيم بن سليمان عن ابي النهشل عن عاصم بن كليب عن ابيه عن عليؓ عن النبي ﷺ انه كان يرفع يديه في اول تكبيرة من الصلوة ثم لا يعود برفع

(ذب زبابات الدراسات ص ۶۱۴ ج ۱)

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نماز کی پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے، پھر نہیں کرتے تھے۔ حضرت علیؓ کا عمل بھی اسی حدیث کے مطابق تھا اور آپ کے ہزاروں ساتھی بھی اسی پر عامل تھے۔

حدیث (۱۹) حضرت ابو مالک اشعریؓ کی حدیث ابو موسیٰؓ کی بحث میں گزر چکی ہے۔

حدیث (۲۰)

عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة. (صحیح مسلم ص ۱۸۱ ج ۱، ابو داؤد ص ۱۵۰ ج ۱، نسائی ص ۱۷۶ ج ۱، طحاوی ۳۰۹ ج ۱، مسند احمد ص ۹۳ ج ۵)

حضرت جابر بن سمرۃ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے (جبکہ ہم نماز پڑھ رہے تھے اور ہم نماز کے اندر رفع یدین کر رہے تھے) تو آپ نے بڑی ناراضگی سے فرمایا مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہوتی ہیں، نماز کے اندر سکون اختیار کرو۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں **تحریمها التکبیر و تحلیلها التسلیم** یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد سلام پھیرنے تک نماز کا اندرونہ ہے، اس کو فی الصلوۃ کہتے ہیں، پس نماز کے اندر رکوع، سجود، یا دوسری، تیسری، چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا نماز کے اندر رفع یدین کرنا ہے، اس رفع یدین پر آنحضرت ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا، اس کو شریر گھوڑوں کے فعل سے تشبیہ بھی دی اور اس کو نماز کے سکون کے خلاف بھی فرمایا۔ مکہ مکرمہ کے مشہور محدث شارح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں، **رواه مسلم و یفید النسخ** (شرح نقایہ ص ۷۸ ج ۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ رفع یدین چھوڑ چکے اور آپ کے حاضر باش صحابہ بھی چھوڑ چکے تھے، ہاں بعض صحابہ لاعلمی کی وجہ سے کر رہے تھے، آپ نے ان کو سختی سے ڈانٹ کر

روک دیا۔ چنانچہ سب صحابہ رک گئے، جیسا کہ حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت میں آیا ہے کہ جب وہ دوبارہ تشریف لائے تو بلا استثناء سب صحابہ کو پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے پایا اور جیسا کہ میمون مکی کی روایت میں پتہ چلا کہ صحابہ، تابعین و تبع تابعین رفع یدین کے تارک تھے اور جیسا کہ ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ میں نے نہ کسی صحابی کو رفع یدین کرتے دیکھا نہ سنا، بلکہ حضرت امام نخعیؒ نے تو اس حدیث کے موافق ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ نے ۲۰ مرتبہ بصرہ کا علمی سفر کیا ۵۵ حج کیے، ۶ سال مستقل مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے، آپ بھی آنحضرت ﷺ کی طرح اس رفع یدین سے نفرت کا اظہار فرماتے تھے، چنانچہ ابومقاتل کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن امام صاحبؒ کے پہلو میں نماز پڑھی اور رفع یدین کی تو سلام کے بعد آپ نے فرمایا ابومقاتل تو بھی شاید پنکھوں والوں میں سے ہے۔ عبداللہ بن مبارک حضرت سفیان ثوری کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے ڈرتے تھے کہ رفع یدین پر ٹوکیں گے (التمہید ص ٦٦ ج ۳) حضرت امام ابوحفص کبیر کے زمانہ میں ایک شخص نے رفع یدین کی تو اس کی شکایت خلیفہ تک پہنچی تو اس کی پٹائی ہوئی، یہاں تک کہ اس نے توبہ کی (غیر مقلدوں کی کتاب الارشاد الی سبیل الارشاد ص ۳۰۹) شیخ ابوعمر مالکیؒ نے فرمایا کہ میں رفع یدین نہیں کرتا کیونکہ رفع یدین آج کل بالکل متروک ہے اور رفع یدین کرنے میں جماعت کی مخالفت لازم آتی ہے اور ایک مباح کام میں امت کی مخالفت کرنا، دین کے پیشواؤں کو زیب نہیں دیتا (التمہید قلمی ص ٦٧) امام احمدؒ بیٹھے تھے کہ ایک مسافر آیا، اس نے امام احمدؒ کو نماز میں رفع یدین کرتے دیکھا تو حیران ہوکر کہنے لگے، ہمارے علاقہ میں تو کوئی بھی رفع یدین نہیں کرتا (التمہید ص ٦۵ ج ۳) شیخ ابوبکر المصری چھٹی صدی کے اکابر علماء سے تھے، اس نے ایک مسجد میں رفع یدین کی۔ رئیس ابوثمنہ نے دیکھا تو کہا، یہ کیوں ہماری مسجد میں آیا، اس کو قتل کرکے سمندر میں پھینک دو (تفسیر قرطبی ص ۲۷۹ ج ۲۹) شیخ ابوالحسن سندھی کو رفع یدین کرنے پر قاضی نے جیل بھیج

دیا تھا (تراجم الشیوخ شیخ عابد سندھی امیر یمانی اور ان کے ساتھی رفع یدین کی وجہ سے قید کیے گئے۔ (البدر الطالع ۱۳۴ ج ۲)

الغرض رفع یدین خیر القرون میں بھی متروک تھی اور رفع یدین کی پوزیشن متواتر قرآن کے مقابلہ میں شاذ قرأت کی سی تھی اور اس کے بعد بھی آج تک دنیا میں ۹۹ فیصد اہل سنت والجماعت حنفی ہیں جنکا عمل ترک رفع یدین ہے، چنانچہ پاک و ہند میں بارہ سو سال سے سب حنفی ہی تھے جو رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی سوانح عمری نقش ابوالوفا میں لکھا ہے کہ "سب سے پہلے انگریز حکومت کے ایک پنشنر حافظ محمد یوسف نے رفع یدین امرتسر میں شروع کی۔ پھر اسی گورنمنٹ ملازم نے میاں نذیر حسین کو رفع یدین پر لگایا"

غیر مقلدین کی حالت پر افسوس ہے کہ ترک رفع یدین کی وہ حدیثیں جن کے موافق صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا متواتر عمل ہے، ان کو ضعیف کہہ کہہ کر عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔

ضروری **نوٹ**: بعض لامذہب عوام کو یہ دھوکا دیا کرتے ہیں کہ ہماری احادیث زیادہ ہیں، اس لیے جس طرف زیادہ تعداد ہو اس کے موافق عمل کرنا چاہیے۔ یہ ان کا خالص فریب ہے اور ان کو یہ فریب کرنے کا موقع اس لیے ملتا ہے کہ پہلے وہ اپنا مسلک چھپاتے ہیں، اسے پورا واضح نہیں کرتے۔ ان کا مسلک یہ ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین سنت مؤکدہ ہے اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین خلاف سنت ہے۔

رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین سنت مؤکدہ ہے اور سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین خلاف سنت ہے تو غیر مقلدوں کی دلیل وہ حدیث بنے گی جس میں چاروں باتیں صراحتاً آ جائیں۔ ایسی حدیث ایک بھی دنیا میں موجود نہیں۔ یہ لامذہب دھوکا کرتے ہیں جیسا حکیم فیروز

پوری نے کیا کہ:

۱۔ جن حدیثوں میں تمام تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ذکر ہے، ان کی اصل عربی عبارت نہیں لکھتے اور غلط ترجمہ کر کے ان کو اپنی دلیل شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ ان کے خلاف ہیں۔

۲۔ حکیم صاحب نے حضرت صدیقؓ کی جو حدیث پیش کی، اس میں نہ تیسری رکعت کی رفع یدین کا سنت ہونا مذکور، نہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کا خلاف سنت ہونا مذکور نہ سجدوں کے وقت رفع یدین کا خلاف سنت ہونا مذکور۔ گویا روپے میں سے بارہ آنے بالکل غائب اور ایک چونی وہ بھی کھوٹی۔ اور اس میں نہ رکوع کی رفع یدین کے ساتھ سنت کا لفظ نہ ساری عمر کا۔ اس کے برعکس ہم نے حضرت صدیقؓ کی جو روایت پیش کی کہ پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے، ہمارے دعویٰ پر کامل دلیل ہے۔

۳۔ حضرت عمرؓ کی روایت بھی محض وہم۔ اس میں بھی نہ تیسری رکعت کے وقت رفع یدین کے سنت ہونے کا ذکر نہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے خلاف سنت ہونے کی تصریح نہ ہی سجدوں کے وقت رفع یدین کے خلاف سنت ہونے کی تصریح۔ ہماری دلیل میں ہمارا پوا دعویٰ موجود۔

۴۔ حضرت علیؓ کی روایت میں نہ یہ صراحت کہ سجدوں کو جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین خلاف سنت نہ یہ صراحت کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین خلاف سنت ہے بلکہ اس کے الفاظ اذا قام من السجدتین کا صاف مطلب یہ ہے کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں بھی رفع یدین کرے۔ اس کے برعکس ہماری طرف سے جو حدیث حضرت علیؓ کی پیش ہوئی، اس میں ہمارا پورا مسلک ہے۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سجدہ کے وقت رفع یدین کرنا بھی ثابت، نہ کرنا

بھی اور رکوع کے وقت رفع یدین کرنا بھی ثابت نہ کرنا بھی، پھر ان کی حدیث کو اپنے دلائل میں شمار کرنا ایک خالص دھوکا ہے۔ ہاں ان کی جو احادیث ہم پیش کرتے ہیں ان میں ہمارا مسلک پورا واضح ہے۔

۶۔ حضرت مالک بن الحویرثؓ کی حدیث میں تو سجدہ کی رفع یدین کا ذکر ہے، اس کو حذف کر کے اپنے دلائل میں ملانا خالص بد دیانتی ہے۔ پھر تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا سنت ہونا بھی مذکور نہیں اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے خلاف سنت ہونے کی بھی صراحت نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت انسؓ بن مالک، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت وائلؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور عبید بن عمیر کی احادیث سے سجدوں کی رفع یدین یا ہر تکبیر کی رفع یدین کو حذف کر کے اپنے دلائل میں شمار کرنا خالص بد دیانتی ہے۔ اب بتائیے آپ کے پاس کیا رہ گیا ہے؟

حکیم صاحب!

دھوکے فریب کو چھوڑ کر اپنے دعویٰ کے مکمل پہلوؤں پر صرف ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر دیں۔ حکیم صاحب! یہ مسئلہ اتنا مشکل نہ تھا جس کو آپ نے چیستاں بنا رکھا ہے، مسئلہ کا خلاصہ صرف یہ ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سب رفع یدین کرتے ہیں، کسی کو اختلاف نہیں، کیونکہ رفع یدین کا آنحضرت ﷺ نے حکم بھی دیا اور اس پر عمل بھی فرمایا اور اس کا چھوڑنا ایک بھی حدیث میں ثابت نہیں، جب آنحضرت ﷺ نے اس رفع یدین کو نہیں چھوڑا تو ہم نے بھی نہیں چھوڑا اور آپ نے بھی نہیں چھوڑا۔

(۲) سجدہ کے وقت رفع یدین کرنے کا کوئی حکم موجود نہیں، ہاں آپؐ نے اس پر عمل فرمایا، حضرت مالک بن الحویرثؓ (نسائی ص ۱۶۵ ج ۱ و مسند احمد) وائل بن حجر (ابوداؤد ص ۱۱۲ ج ۱) ابن عباس، عمیر بن حبیب، ابو ہریرہؓ (ابن ماجہ ص ۶۲) ابو حمید الساعدی، ابن زبیرؓ (ابو داؤد ج ۱، ص ۱۱۱ و ۱۱۲) انسؓ (ابن شیبہ ج ۱، ص ۲۶۶)۔ جابرؓ

(مسند احمد) ابن عمرؓ (مشکل الآثار طحاوی) ان دس صحابہ نے ماضی استمراری کے صیغوں سے سجود کی رفع یدین روایت کی ہے۔ اس کے راویوں میں متاخر الاسلام صحابہ بھی ہیں۔ ان دس کے مقابلہ میں صرف ابن عمرؓ کی ایک متعارض حدیث **لایفعل ذالک فی السجود** آتا ہے اور ایک ضعیف حدیث میں ابو موسیٰ اشعریؓ سے، لیکن آپ نے بھی ان دس حدیثوں پر عمل ان دو کی وجہ سے چھوڑ دیا اور ہم نے بھی چھوڑ دیا۔

(۳) اختلاف رکوع والی رفع یدین میں ہے۔ اب اگر رکوع کی رفع یدین کا ثبوت پہلی تکبیر کی رفع یدین کی طرح مل جائے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کا حکم دیا ہو اور عملی طور پر ساری عمر رفع یدین کی ہو اور کوئی حدیث اس کے چھوڑنے کی نہ ہو، تو پھر تو یہ پہلی تکبیر کی طرح ہوگی لیکن ظاہر ہے کہ اس رفع یدین کا کوئی حکم نہیں دیا گیا اور نہ ہی کوئی ایسی صحیح حدیث ملی کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ رفع یدین کیا ہو، بلکہ تکبیر تحریمہ کے بعد رفع یدین کا چھوڑنا احادیث میں مذکور ہے تو جب آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دی، خلفاء راشدین نے چھوڑ دی، جمہور صحابہ تابعین، تبع تابعین نے چھوڑ دی تو اب آپ کو چھوڑنے میں کیا عذر ہے؟ حکیم صاحب آپ نے اور آپ کی جماعت نے جو اس سنت کو مٹانے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے اور ہر مسجد میں فساد برپا کر رکھا ہے جو یقیناً سنت سے دشمنی کی بدترین مثال ہے اور احناف کا اس سنت کو زندہ کرنا سنت نبی ﷺ سے محبت کی دلیل ہے تو یقیناً احناف کو اس سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے بنص حدیث سو شہیدوں کا ثواب مل رہا ہے۔